قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 25 ستمبر 2021ء | 17 صفر 1443 ہجری قمری | 25 تبوک 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:228

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تنگدستی اور خوشحالی ہر حال میں اطاعت کرو

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک، (غرض ہر حالت میں) سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سنو اور اطاعت کرو۔ خواہ تم پر ایسا حبشی غلام حاکم بنا دیا جائے جس کا سر منقہ کی طرح (چھوٹا) ہو۔

(صحیح بخاری، کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

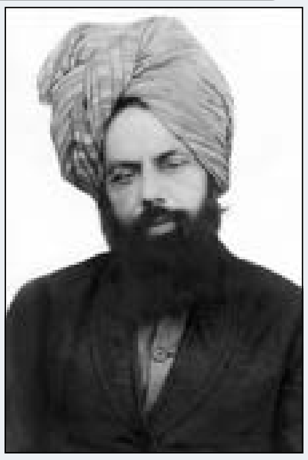

وحدت قائم نہیں ہوسکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آجاتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے مؤحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں۔ مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں۔ پس اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہوسکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 246-247۔ زیر سورۃ النساء آیت 60)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۲۰۹﴾

(البقرہ:209)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

ہر معاملہ میں امام کے پیچھے چلیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

...اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے ایک اور بہت اہم نکتہ بھی پیش فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’تُبَوِّءُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ۔ تو بٹھاتا تھا مومنوں کو جگہ بہ جگہ جہاں انہیں کھڑے ہو کر لڑنا چاہئے۔ اس سے ایک سبق تمہارے لئے نکلتا ہے کہ دشمن کا مقابلہ، مناظرہ، مباحثہ بے شک کرو مگر اپنے امام کی منشاء کے ماتحت۔ کیونکہ یہ ترتیب جس کا انجام فتح و ظفر ہو اللہ کے بندے ہی جانتے ہیں‘‘۔

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 526)

تو بعض خطوں کی وجہ سے مجھے فکر پیدا ہوئی جو مَیں یہاں بیان کرتا ہوں۔ ایک دوست نے لکھا کہ کیونکہ دشمن ہر وقت زبان درازی کرتا رہتا ہے اور جماعت کے متعلق بالکل جھوٹی اور لغو باتیں منسوب کی جاتی ہیں۔ پھر تبلیغ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایسے لوگ جن کو مَیں تبلیغ کرتا ہوں ان کو بھی ان کے دماغوں میں غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں اور ہماری طرف غلط باتیں منسوب کر کے ان کو بتائی جاتی ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ اگر یہ لوگ یعنی احمدی سچے ہیں تو ہمارے سے مباہلہ کر لیں۔ تو لکھنے والے یہ لکھتے ہیں کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ مجھے مباہلہ کا چیلنج قبول کر لینا چاہئے اور اس کی اجازت دی جائے۔ اب ایک خط کی تو مجھے فکر نہیں تھی لیکن مختلف جگہ سے یہ سلسلہ شروع ہوا اور اس سے فکر پیدا ہوئی۔ تو اس بارہ میں آپ لوگوں کو ذہن میں رکھنا چاہئے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کا ارشاد ہے کہ ہر معاملہ میں امام کے پیچھے چلیں۔ آپ میں سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے امام سے آگے نکلنے کی کوشش کریں۔ یا کسی کو مباہلہ کا چیلنج دیں۔ ہر ایک کا تو حق ہی نہیں ہے۔ اس کے بھی کچھ قواعد و ضوابط ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب عیسائیوں اور یہودیوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تو اپنی مرضی سے تو نہیں دیا تھا۔ جب تک خدا تعالیٰ نے آپ کو نہیں کہا اور طریق نہیں بتا دیا آپ ہمیشہ ہدایت کی دعائیں ہی کرتے رہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جب مخالفین کی دشنام طرازیاں انتہا کو پہنچ گئیں تو اللہ تعالیٰ کے اِذن سے مختلف لوگوں کو مباہلہ کی دعوت دی پھر اس زمانہ میں آپ نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بھی مباہلہ کا چیلنج دیا تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی دیا۔ تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ ہر کوئی اٹھے اور اس قسم کی سوچ دل میں پیدا کر لے بلکہ مناظروں مباحثوں وغیرہ میں بھی اس قسم کی شرطیں لگانے کی اجازت نہیں ہے

بقیہ صفحہ 9 پر

اس شمارہ میں

اُس کو دیکھا تو ہم نے کیا دیکھا؟ (منظوم)
انسان کے اندر کا واعظ
تقریر مکرم رفیق احمد حیات
سورۃ فاتحہ کا مختصر خلاصہ

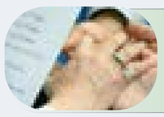

دربارِ خلافت

پہلے عہدیدار اپنے جائزے لیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارنے کا ایک بڑا ذریعہ نماز ہے۔ آجکل کے لغویات سے پُر ماحول میں تو اس کی طرف اور زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بچوں کی بھی نگرانی کی ضرورت ہے کہ اُنہیں بھی عادت پڑے کہ نمازیں پڑھیں۔ لیکن بچوں اور نوجوانوں کو کہنے سے پہلے بڑوں کو اپنا محاسبہ بھی کرنا ہو گا، اپنے آپ کو بھی دیکھنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے جب وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ (البقرۃ: 4) کہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ باجماعت نماز کی ادائیگی ہو، اس طرف توجہ ہو۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ موسم بدلنے کے ساتھ جب وقت پیچھے جاتا ہے، راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں تو فجر میں حاضری کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ گزشتہ دنوں ابھی پورا وقت پیچھے نہیں گیا تھا، پانچ بجے تک ہی نماز آئی تھی تو فجر کی نماز پر حاضری کم ہونے لگ گئی تھی۔ اب پھر ایک گھنٹہ آگے وقت ہوا ہے تو حاضری کچھ بہتر ہوئی ہے یا جمعہ والے دن کچھ بہتر ہو جاتی ہے۔ ابھی تو وقت نے اور پیچھے جانا ہے۔ تو بڑوں کے لئے بھی اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر وقت کے پیچھے جانے سے پھر سستی شروع ہو جائے تو یہ تو ایک احمدی کے لئے صحیح نہیں ہے۔ اس لئے میں پہلے توجہ دلا رہا ہوں کہ وقت کے ساتھ فجر کی نماز میں حاضری میں کمی نہیں ہونی چاہئے۔ عہدیدار خاص طور پر نمازوں کی باجماعت ادائیگی میں اگر سستی نہ دکھائیں کیونکہ ان کی طرف سے بھی بہت سستی ہوتی ہے، اگر وہی اپنی حاضری درست کر لیں اور ہر سطح کے اور ہر تنظیم کے عہدیدار مسجد میں حاضر ہونا شروع ہو جائیں تو مسجدوں کی رونقیں بڑھ جائیں گی اور بچوں اور نوجوانوں پر بھی اس کا اثر ہو گا، اُن کی بھی توجہ پیدا ہو گی۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کسی کا رتبہ کسی عہدے کی وجہ سے نہیں ہے۔ دنیا کے سامنے تو بیشک کوئی عہدیدار ہو گا، اور اُس کا رتبہ بھی ہو گا لیکن اصل چیز خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنا ہے اور وہ اس ذریعے سے حاصل ہو گا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز معراج ہے۔ اس معراج کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

پس پہلے عہدیدار اپنے جائزے لیں اور پھر اپنے زیرِ اثر بچوں، نوجوانوں اور لوگوں کو اس طرف توجہ دلائیں۔ ہماری کامیابی اُسی وقت حقیقت کا روپ دھارے گی جب ہر طرف سے آوازیں آئیں گی کہ نماز کے قیام کی کوشش کرو۔ ورنہ صرف یہ عقیدہ رکھنے سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے، یا قرآنِ کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے، یا تمام انبیاء معصوم ہیں یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی مسیح ومہدی ہیں جن کے آنے کی پیشگوئی تھی، تو اس سے ہماری کامیابیاں نہیں ہیں۔ ہماری کامیابیاں اپنی عملی حالتوں کو اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنے میں ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دی۔ جس میں سب سے زیادہ اہم نماز کے ذریعے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ ورنہ ہمارا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ شرک نہیں کروں گا۔ شرک تو کر لیا اگر اپنی نمازوں کی حفاظت نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے تو حکم دیا ہے کہ نمازیں پڑھو۔ نمازوں کے لئے آؤ۔ اگر نمازوں کی حفاظت نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ نماز کی جگہ کوئی اور متبادل چیز تھی جس کو زیادہ اہمیت دی گئی تو یہ بھی شرکِ خفی ہے۔

پھر جن نیک اعمال کی طرف ہمیں خدا تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے اس میں دوسروں کے حقوق بھی ہیں۔ دنیاوی لالچوں میں آ کر حقوق غصب کئے جاتے ہیں۔ اُس وقت انتہائی شرمندگی ہوتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے جب میرے پاس غیر از جماعت لوگوں کے خطوط آتے ہیں کہ آپ کے فلاں احمدی نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ مجھے میرا حق دلوایا جائے۔ تو یہ باتیں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ تبلیغ میں بھی روک بنتی ہیں، بلکہ بعض نئے احمدیوں کے لئے بھی ٹھوکر کا باعث بن جاتی ہیں۔ ابھی گزشتہ دنوں ایک عرب احمدی نے لکھا کہ وہ جماعت چھوڑ رہے ہیں، جب وجہ پتہ کی تو پتہ چلا کہ بعض احمدیوں کے عمل سے دل برداشتہ ہو کر وہ یہ کہہ رہے تھے لیکن عقیدے کے لحاظ سے اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ پس جہاں یہ اُن کی غلطی ہے کہ بعض احمدیوں کو دیکھ کر نظامِ جماعت سے دور ہٹ جائیں اور تعلق توڑ لیں، وہاں اُن احمدیوں کو بھی سوچنا چاہئے جن میں سے بعض عہدیدار بھی ہیں کہ کسی کی ٹھوکر کا باعث بن کر وہ کتنے بڑے گناہ سہیڑ رہے ہیں۔ ایک بات کی طرف خاص طور پر مَیں توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیشک مالی قربانی میں تو جماعت کے افراد بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں لیکن مالی قربانی کا ایک پہلو زکوٰۃ ہے۔ اُس طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر عورتوں کو جن کے پاس زیور وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جن کے رقمیں ایک سال سے زیادہ پڑی رہتی ہیں۔ اس طرف ویسی توجہ نہیں ہے جو ایک احمدی کو ہونی چاہئے۔ ایک تعداد تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقیناً ایسی ہے جو ایک ایک پائی کا حساب رکھ کر چندے بھی دیتی ہے اور زکوٰۃ بھی دیتی ہے لیکن بعض لوگ ایسے ہیں جو چندوں کو کافی سمجھتے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دیتے۔ یا سیکرٹریانِ مال جو ہیں اُن کو اس طرف توجہ نہیں دلاتے جس وجہ سے اُن کو اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے۔ پس اس طرف بھی توجہ کی بہت ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ 30/ مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اُس کو دیکھا تو ہم نے کیا دیکھا؟

اُس کو دیکھا تو ہم نے کیا دیکھا ؟
چہرہ اک نور سے بھرا دیکھا
اُس کی معصوم بھولی صورت میں
اک فرشتہ چُھپا ہوا دیکھا
اُس کی آنکھیں غزال آنکھیں ہیں
ایک یوسف سا پارسا دیکھا
تیرے بیمارِ عشق نے تجھ کو
اک مسیحا بنا ہوا دیکھا
کیوں نہ جادو گری کہیں اس کو
سِحر ہم پر ہے خود چلا دیکھا
اُس کی زلفوں کی رات میں ہم نے
چاند پیچھے کہیں چھپا دیکھا
جس نے دیکھا نہیں کبھی اُس کو
اُس نے دنیا میں حُسن کیا دیکھا
اُس کی آنکھیں شراب خانہ ہیں
جس کو دیکھا وہ جھومتا دیکھا
ہم نے اُس کے حسین سراپے کو
یار احمد! خدا نما دیکھا

مبارک احمد سیّد

ادا ریہ

انسان کے اندر کا واعظ

جس کی نصیحت سننا ہمارا فرض ہے

اردو لغت میں واعظ کے معنٰی نصیحت کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں انسان کے بے شمار واعظ ہوتے ہیں، جن سے وہ نصیحت پکڑتا اور اپنی اصلاح کرتا رہتا ہے۔ ان واعظین میں سے گھر میں بسنے والے بزرگ والدین، بڑے بہن بھائی اور گھر سے باہر بزرگان، مربیان، مبلغین، معلمین، جماعتی و ذیلی تنظیموں کے سینئر ممبرز یا عہدیداران اور اساتذہ شامل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ کسی میں کوئی خرابی دیکھیں تو ہاتھ سے یا سرزنش کر کے سمجھائیں، اگر آپ اس پوزیشن میں نہیں تو مُنہ سے یعنی زبان سے بول کر سمجھائیں، اگر اس کی بھی سکت نہ ہو تو چُپ ہو جائیں تا کہ غلطی کرنے والے کو یہ احساس ہو جائے کہ فلاں نے میری غلطی کو دیکھ کر خاموشی اختیار کی ہے۔ اس حدیث میں نصیحت کرنے کے حوالے سے بہت حکمت کی بات کی گئی ہے، ہمارے آس پاس کے ماحول کو صاف ستھرا اور باخلاق رکھنے کے لئے ہمارے آقا و مولیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے کیا ہی خوب نصیحت فرمائی ہے، اس حدیث کے مطابق ایک دوسرے کو سمجھانے والے یہ بیرونی واعظ ہیں اور بعض اوقات انسان ایسے واعظین کے وعظ و نصیحت پر کان نہیں دھرتا۔ لیکن ایک واعظ انسان کے اندر بھی ہے۔ جسے ہم ''ضمیر'' کہتے ہیں، اس کو انگریزی میں کانشنس کہا جاتا ہے۔ ضمیر کی آواز درد بھی رکھتی ہے اور کبھی مرتی نہیں اور انسان کو اخلاقی طور پر مرنے بھی نہیں دیتی یہ آواز باضمیر لوگ ہی سُن سکتے ہیں۔ دل سے کہی ہوئی بات اثر رکھتی ہے۔ دعا بھی جو دل سے کی جائے وہ دربار الٰہی میں جگہ پاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کی مثال یوں دی ہے:

بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِہٖ بَصِیۡرَۃٌ ﴿۱۵﴾ وَّلَوۡ اَلۡقٰی مَعَاذِیۡرَہٗ ﴿۱۶﴾

(القیامۃ: 15۔ 16)

کہ حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے نفس پر بہت بصیرت رکھنے والا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے بڑے بڑے عذر پیش کرے۔

انسان کے اندرونی واعظ بھی دو طرح کے ہیں۔ یعنی نیکی اور بدی کے۔ جسے عرف عام میں فرشتوں کی تحریک اور شیطانی وسوسہ کہا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے دَاعِیۡ اِلَی الۡخَیۡرِ، دَاعِیۡ اِلَی الشَّرِّ یا بِئۡسَ الۡقَرِیۡنُ اور نِعۡمَ الۡقَرِیۡنُ کے الفاظ میں فرمایا ہے۔ اندرونی واعظ نیک رہے اور بدی کا واعظ غالب نہ ہو اس کے لیے خدا کے فضل کی ضرورت ہے جیسے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ نہ علم اچھا ہے نہ دولت اچھی۔ ہاں خدا کا فضل اچھا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کے اندر موجود مفتی (واعظ) کے بارے میں ایک اور جگہ یوں بیان فرمایا کہ آپ اپنے متعلق دوسروں سے فتویٰ لینے کی بجائے اپنے دل سے پوچھا کرو۔ اگر وہ آپ کو کسی کام سے روکے تو اس کام سے رک جاؤ اور اگر دل آپ کو اجازت دے تو وہ کام کر گزرو۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں اِسۡتَفۡتِ قَلۡبَکَ کہ اپنے دل سے فتویٰ لو۔ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ کسی کام کا فیصلہ کرتے وقت اپنے ضمیر سے بھی صلاح لے لیا کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی ایسی دعائیں مروی ہیں۔ جن میں اپنے اندرونے کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنے کا ذکر ہے جیسے اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ شَرِّ نَفۡسِیۡ یا اَعِذۡنِیۡ مِنۡ شَرِّ نَفۡسِیۡ اور ایک موقع پر مِنۡ شَرِّ قَلۡبِیۡ کے الفاظ ملتے ہیں۔ کیونکہ انسان ظاہراً کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا دعویدار ہو جاتا ہے وہ اس وقت تک حقیقی مسلمان نہیں بن سکتا جب تک اس کا اندرونہ مسلمان نہ ہو۔ اس کے اندر کا انسان مسلمان نہ ہو جائے وہ حقیقی مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ اسی لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے وہ پیدا سامان دمار

آنحضرتؐ کی اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفۡسِیۡ تَقۡوَاھَا (نسائی) کی دُعا بھی اس مضمون کو آشکار کرتی ہے۔

ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی مبارک دعا کیا کرتے تھے جس پر غور کرنے سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر ایسا اعلیٰ و ارفع انسان جس کے اگلے پچھلے گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیئے تھے وہ بھی ایسی دُعا کرتا دکھلائی دیتا ہے جس کا تعلق اس کے اندرونے سے ہے۔ دُعا یوں ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ اَنۡ اَضِلَّ اَوۡ اُضَلَّ اَوۡ اَزِلَّ اَوۡ اُزَلَّ اَوۡ اَظۡلِمَ اَوۡ اُظۡلَمَ اَوۡ اَجۡھَلَ اَوۡ یُجۡھَلَ عَلَیَّ

کہ اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں، یا لغزش کھاؤں یا پھسلایا جاؤں اور اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے یا جہالت برتوں یا میرے ساتھ جہالت برتی جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں:

''اصل میں انسان نفس امارہ کی زنجیروں میں ایسا جکڑا ہوا ہے جیسے کوئی چڑیا کا بچہ ایک شیر کے پنجے میں۔ جب تک اس نفس کے پنجے سے نجات نہ پا جاوے تب تک تبدیلی محال ہے اور گناہ سے بچنا مشکل۔ مگر دیکھو اگر ابھی ایک ہیبتناک زلزلہ آ جاوے اور در و دیوار اور مکان کا چھت لرزنے لگے تو دلوں پر ایک ایسی ہیبت طاری ہو گی اور ایسا خوف دلوں پر چھا جائے گا کہ اس وقت گناہ کا خیال تک بھی دلوں میں نہ رہے گا۔ ایک خطرناک مہلک مرض کے وقت جو حالت انسان کی ہوتی ہے وہ امن اور آرام و آسائش کی زندگی میں ہرگز ممکن نہیں۔ انسان اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرنے کے واسطے خدا تعالےٰ کی تجلیات اور زبردست نشانوں کا محتاج ہے۔ ضروری ہے کہ خدا کوئی ایسی راہ پیدا کر دے کہ انسان کا ایمان خدا تعالےٰ پر تازہ اور پختہ ہو جاوے اور صرف زبان تک ہی محدود نہ رہے بلکہ اس ایمان کا اثر اس کی عملی حالت پر بھی ظاہر ہو جاوے اور اس طرح سے انسان سچا مسلمان ہو جاوے۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں الہاماً یہ فرمایا:

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

(یعنی جب دورِ خسروی کا آغاز ہوا تب سے مسلمانوں پر مسلمانی کھلنی شروع ہوئی۔ ناقل)

یہ خدا کا کلام ہے۔ آجکل اگر عمیق نظر سے اور غور سے دیکھا جاوے تو زبانی ایمان ہی کثرت سے نظر آوے گا۔ پس خدا کا یہی منشاء ہے کہ لفظی اور زبانی مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنایا جاوے۔ یہودی کیا توریت پر ایمان نہیں لاتے تھے؟ قربانیاں نہ کرتے تھے؟ مگر خدا تعالےٰ نے ان پر لعنت بھیجی اور کہا کہ تم مومن نہیں ہو بلکہ بعض نمازیوں کی نماز پر بھی لعنت بھیجی ہے جہاں فرمایا ہے فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ۔ الَّذِیۡنَ ھُمۡ عَنۡ صَلَاتِھِمۡ سَاھُوۡنَ یعنی لعنت ہے ایسے نمازیوں پر جو نماز کی حقیقت سے بےخبر ہیں۔ صلوٰۃ اصل میں آگ میں پڑنے اور محبت الٰہی اور خوف الٰہی کی آگ میں پڑ کر اپنے آپ سے جل جانے اور ماسوی اللہ کو جلا دینے کا نام ہے۔ اور اس حالت کا نام ہے کہ صرف خدا ہی خدا اس کی نظر میں رہ جاوے اور انسان اس حالت تک ترقی کر جاوے کہ خدا کے بُلانے سے بولے اور خدا کے چلانے سے چلے۔ اس کی کل حرکات اور سکنات اس کا فعل اور ترک فعل سب اللہ ہی کی مرضی کے مطابق ہو جاوے خودی دور ہو جاوے۔

غرض یہ باتیں ہیں اگر خدا تعالےٰ کسی کو توفیق دے تو۔ مگر جب تک خدا کسی کے دل کے دروازے نہ کھولے کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔ دلوں کے دروازے کھولنا خدا تعالےٰ ہی کا کام ہے۔ اِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبۡدٍ خَیۡرًا اَقَامَ وَاعِظًا فِیۡ قَلۡبِہٖ۔ جب انسان کے اچھے دن آتے ہیں اور خدا تعالےٰ کو انسان کی درستی اور بہتری منظور ہوتی ہے تو خدا انسان کے دل میں ہی ایک واعظ کھڑا کر دیتا ہے۔ اور جب تک خود انسان کے اندر ہی واعظ پیدا نہ ہو۔ تب تک بیرونی وعظوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔''

(ملفوظات جلد 10، صفحہ 313-314)

(ابو سعید)

حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں غلبہ اسلام کے لئے تڑپ

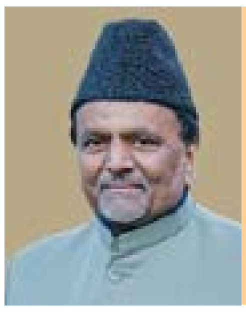

اردو ترجمہ تقریر مکرم رفیق احمد حیات امیر جماعت احمدیہ برطانیہ برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء

ہم تمام مذاہب میں آخری زمانہ میں ایک مسیحا کی آمد سے متعلق پیشن گوئیاں پاتے ہیں۔ چاہے وہ ہندو، عیسائی، یہودی، زرتشتی، سکھ، بدھ مت یا مسلمان ہوں۔ یہ بات ذہن میں رکھتے ہوئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر انبیاء کا آنا بند ہوگیا ہے تو کس طرح یہ تمام اقوام اس ایک حقیقت پر متفق ہو سکتی ہیں کہ آخری زمانہ کے مسیحا نے ابھی آنا ہے۔

اُمتِ مسلمہ کے پاس قرآن کریم کی برکت موجود ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور ہدایت ہے۔ سورۃ الجمعہ آیت 3 اور 4 میں اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم میں ایک موعود مسیح کی آمد کی بشارت ان الفاظ میں دیتا ہے:

هُوَالَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳﴾ وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۴﴾

وہی خدا ہے جس نے ایک ان پڑھ قوم کی طرف انہی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جو ان کو خدا کے احکام سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔

اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ اسے بھیجے گا) جو ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام تھے۔ آپ 1835 ءمیں قادیان میں پیدا ہوئے۔ انڈیا کے صوبہ پنجاب میں واقع ایک چھوٹا سا گاؤں۔ آپ کی پیدائش ایک معزز زمیندار گھرانے میں ہوئی۔ آپ کی تعلیم کے لئے اساتذہ کا انتظام کیا گیا۔ ان اساتذہ سے آپ نے قرآن کریم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عربی، فارسی، منطق، فلسفہ اور گرائمر کی ابتدائی تعلیم بھی حاصل کی۔ البتہ آپ کا علم وفراست دنیا کے کونوں تک پھیلنا مقدر تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس امر پر زور دیا کہ اب وقت کی ضرورت قلم کی ہے تلوار کی نہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اپنی تحریری صلاحیتوں کو سائنس کے میدان میں استعمال کریں اور اسلام کے روحانی معجزات دکھائے جائیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں، جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے مذہب کا دفاع مسیح موعود کے ذریعہ ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اردو، عربی اور فارسی میں 91 کتابیں شائع فرمائیں۔ آپؑ نے الحکم اور ریویو آف ریلیجنز کی بنیاد ڈالی۔ آپ کی معرکۃ الآراء تصنیف براہین احمدیہ ہے۔ کتب کے اس سلسلہ کی بنیاد کلام الٰہی قرآن کریم ہے اور یہ کتب صداقتِ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کو حضور ﷺ سے انتہاء کا عشق تھا اس لئے ہمیشہ اپنے پیروکاروں کو حضور ﷺ پر بکثرت درود بھیجنے کی ترغیب دیتے تھے۔ آپ اپنے دن کا کثیر حصہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں گزارتے تھے یہاں تک کہ آپ کو ایک دفعہ یہ خواب آئی۔

اس مقام میں مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہوگیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

(براہین احمدیہ چہارحصص روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 598 حاشیہ درحاشیہ نمبر 3)

رؤیا و الہامات کا یہ سلسلہ جاری رہا یہاںتک کہ 1882ء میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مشن کی تکمیل کے لئے چنا۔ اس الہام کا کچھ حصہ یہ ہے:

یَآ اَحۡمَدُ بَارَکَ اللّٰہُ فِیۡکَ۔ قُلۡ اِنِّیۡٓ اُمِرۡتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔

یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡٓ اِلَیۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ

(روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 353-351)

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھتے ہوئے کچھ مقاصد کی تعین کی آپ نے فرمایا:

’’وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہوگئی ہے اُس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔‘‘

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

مغربی فلاسفی اور سائنس کتنی ہی ترقی یافتہ نہ ہو جائے لیکن وہ مغرب کی روحانی پیاس نہ بجھا سکی۔ حضور ﷺ نے ایک پیشگوئی فرمائی تھی کہ قیامت کے قریب سورج مغرب سے طلوع ہو گا۔ جس کا مطلب ہے کہ مغربی اقوام اسلام کو قبول کر لیں گی۔ مشرقی اقوام جنہیں یہ مذہب ورثہ میں ملا ہے وقت گزرنے کے ساتھ اسے بھول جائیں گے اور اس کی برکات سے فائدہ نہیں اُٹھائیں گے جبکہ مغربی اقوام اس طرح کی ہدایت کی پیاسی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ حضرت محمد ﷺ کی پیشگوئی کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہو گا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی۔ اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کے شکار ہو جائیں گے۔۔۔ اب خدائے تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 377)

آج ہم اس کی سچائی کے عینی شاہد ہیں اور خلافت کا یوکے میں قیام اور مغربی اقوام میں احمدیت کا پھیلاؤ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے تمام عظیم وعدوں کو جیسے جیسے ہم مستقبل کی طرف جا رہے وہ خود پورے کر رہا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ اسلام مغرب میں کس طرح پھیلا ہمیں ماضی پر نگاہ ڈالنی ہو گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جب انگریز برصغیر پر قابض تھے اور ان کی تقاریر لیکچرز پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ دراصل وہ عیسائیت کو پھیلانے کے خواہاں تھے۔

سر چارلز ووڈ جو کہ انڈیا میں منسٹر آف سٹیٹ کے طور پر خدمت انجام دے رہے تھے نے اظہار کیا تھا کہ:

عیسائی عقیدے کی قبولیت انگلینڈ کے ساتھ اتحاد کا ایک بندھن اور سلطنت کے لیے طاقت کا ایک اضافی ذریعہ تھا۔

یہ وہ وقت تھا جب عیسائی پادری بڑے فخر سے اپنی برتری کا اظہار کرتے تھے اور پوری دنیا کو عیسائی بنانے کے خواہاں تھے۔ چارلس ہنری روبنسن اپنی عیسائی مشنز کی تاریخ میں تازہ ترین انڈیا کی مردم شماری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ زیادہ تر مذہب عیسائیت کو قبول کرنے والوں کا تعلق پنجاب سے ہے۔ روبنسن لکھتا ہے:

اگر گزشتہ 30 سال کی رفتار سے جاری تعداد بڑھنے کی رفتار اگر اسی طرح جاری رہی تو آئندہ 50 سال میں آبادی میں سے ہر 21 افراد میں 1 عیسائی ہو گا اسی طرح یہ تعداد 100 سال میں ہر 5 میں ایک عیسائی اور 160 سال میں انڈیا کی تمام آبادی عیسائی ہوجائے گی۔

عیسائی مشن کی انتھک کوشش انڈیا میں موجود مسلمان آبادی کو کثرت سے عیسائی بنا رہی تھی۔ مسلمانوں کی نا اُمیدی سے صرف ان کی اخلاقی اور روحانی گراوٹ کا علم ہوتا تھا جس کی آنحضرت ﷺ نے پہلے ہی خبر دی تھی۔ 19ویں صدی کے ایک اردو شاعر اور مصنف الطاف حسین حالی اس پیشگوئی کا ذکر اپنے ایک شعر میں اس طرح کرتے ہیں:

؎ رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

ایسے مشکل وقت میں حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کے دفاع کا بیڑہ اٹھایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مغربی پادریوں سے مقابلے کا آغاز برٹش انڈیا میں ہوا جبکہ آپ 1860ء کی دہائی میں اپنے والد صاحب کے کہنے پر سیالکوٹ میں ملازم ہوئے۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بطور ایک اسلامی مذہبی عالم مشہور ہوئے اور آپ عیسائی اور ہندوؤں کے ساتھ اکثر مباحثات کیا کرتے تھے۔ اسی طرح مسلمان علماء سے بھی اسلام کے اصل عقائد کا دفاع کیا کرتے تھے۔ ان میں سے معروف مقابلہ دعا کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی کے درمیان ہوا۔ ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی نے ایلیاء ثالث ہونے کا دعوی کیا تو حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے ایک امریکن رسالہ میں کہا کہ

’’اگر ایلیاء کا دعوے دار براہ راست یا کسی ذریعے سے میرے خلاف ہونے پر رضامندی ظاہر کرے گا تو وہ اس دنیا کو میری آنکھوں کے سامنے بڑی یاس اور ناامیدی کے ساتھ چھوڑے گا یہ دونوں نشانات

یورپ اور امریکہ کے لئے ہوں گے۔"

1907ء میں شدید فالج سے ڈاکٹر ڈوئی کی المناک موت نے بلا شک وشبہ یہ ثابت کیا کہ تائید الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اسلام کے حق میں تھی۔ 1869ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اہل حدیث کے راہنما مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ ایک مناظرہ کیا۔ جب حضورؑ نے ایک مخصوص مذہبی نقطہ کے بارے میں مولوی بٹالوی سے ان کا عقیدہ دریافت کیا تو حضورؑ نے اس بناء پر مولوی صاحب سے مزید بحث کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ ان کا جواب اسلامی تعلیمات کے عین مطابق تھا۔ اس پر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مباحثے کے لیے لایا تھا، غصے میں آ گیا اور حضور کے انکار پر مایوسی کا اظہار کیا، تاہم حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ **"میں نے جو کچھ بھی کیا وہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے تھا۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اگر کوئی اس کو ناپسند کرتا ہے۔"**

اللہ تعالیٰ اس امر پر اس قدر خوش ہوا کہ یہ الہام فرمایا:

"تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(روحانی خزائن جلد1 صفحہ 622)

آپؑ اپنے پیغام میں متاثر کن تھے اور آپؑ نے لوگوں پر زور دیا کہ وہ خدا کے حقیقی پیغام کی طرف رجوع کریں۔ آپؑ نے اپنی کتاب کشتی نوح میں فرمایا:

"یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22)

1872ء کے بعد حضرت اقدس مسیح موعودؑ اسلام کے سُرخیل کے طور پر سامنے آئے اور اسلام کی خوبصورت تعلیمات ہر میدان میں پیش کیں۔ اس کام کے لئے آپؑ نے مختلف اخبارات و رسائل میں مضامین لکھے۔ براہین احمدیہ حصہ اول و دوم کی اشاعت نے آپؑ کے خداداد علمی خزانے کو ظاہر کیا۔ بہت سے علماء اور دانشوروں نے آپؑ کی اس کتاب پر تبصرے لکھے اور اسے اسلام کے لئے ایک عظیم خدمت گردانا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے براہین احمدیہ کے بارے میں درج ذیل الفاظ لکھے:

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔"

براہین احمدیہ جلد تین میں زندہ مذہب کی سچائی جانچنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے خود کو ایک معیار کے طور پر پیش کیا اور حق کے طلبگاروں کو اسلام کی حقانیت کے ثبوت میں قادیان آ کر نشان دیکھنے کی دعوت دی۔ یہ پہلی بار تھا کہ کسی نے ایک مذہب کی سچائی جانچنے کے لئے ایک متبادل معیار پیش کیا۔ اس سے قبل تمام ادیان کی توجہ عقلی و نقلی استدلال پر تھی۔

1885ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اعلان کیا کہ آپ ہی چودھویں صدی کے موعود مجدد ہیں۔ یہ اشتہار اردو میں شائع کیا گیا اور انگریزی میں اس کا ترجمہ کیا گیا۔ اس اشتہار کی آٹھ ہزار کاپیاں رجسٹرڈ خطوط کے ذریعے ایشیا، یورپ، امریکہ اور جہاں تک خطوط کے ذریعے ممکن تھا، مذہبی راہنماؤں، حکام، علماء اور ججوں وغیرہ کو بھیجی گئیں۔ اس اشتہار کے ذریعے تمام ادیان کے نمائندوں اور معاشرہ کے اہم اور نمایاں افراد کو قادیان آ کر اسلام کی سچائی کے ثبوت میں نشان دیکھنے کی دعوت دی، اور اگر ایک سال کے اندر کوئی نشان نہیں دیکھایا گیا تو ایسے افراد کو دو سو روپیہ ماہوار بطور ہرجانہ ادا کیا جائے گا۔ 1891ء کے اختتام تک اسلام کی حقانیت پر مبنی اس طرح کے بیس ہزار اشتہارات بزبانِ انگریزی و اردو یورپ اور امریکہ میں شائع کروائے گئے۔ جیسا کہ عیسائی مبلغین مشرق میں اترے تو منشائے الٰہی نے چاہا کہ مغرب میں اسلام کا پیغام حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے پھیلایا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:

اور انہوں نے (یعنی مسیح کے منکروں نے بھی) تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں بہترین ہے۔

(سورۃ آل عمران: 55)

دسمبر 1896ء میں لاہور میں جلسہ مذاہب اعظم منعقد کیا گیا جس کا انتظام سناتن دھرم کے راہنماؤں کی طرف سے کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سے قبل ایک اعلان کیا جو کہ **"سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری"** کے موضوع سے کثیر تعداد میں شائع ہوا۔ آپ نے بیان کیا کہ جو مضمون آپؑ نے اس جلسہ کے لئے لکھا ہے وہ **"انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔۔۔۔ مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا۔۔۔ اور مجھے یہ الہام ہوا إِنَّ اللّٰهَ مَعَكَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْمُ أَيْنَمَا قُمْتَ یعنی خدا تیرے ساتھ ہے۔ اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔"**

(مجموعہ اشتہارات جلد 02 صفحہ 293، 294)

یہ مضمون اسلامی اصول کی فلاسفی کے نام سے شائع کیا گیا۔ اس جلسہ کے بعد اس مضمون کو عالمی سطح پر پذیرائی ملی اور لاکھوں نفوس نے اس سے علم وحکمت حاصل کی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اسوقت کے علماء اور دانشوروں سے ملنا شروع کیا جس پر سب نے حضور کے دعاوی اور تعلیمات میں دلچسپی ظاہر کی۔ ڈاکٹر ایچ ڈی گرس ولڈ (H.D Griswold) نے حضورؑ سے ملاقات کے بعد "مرزا غلام احمد، قادیان کا مسیح اور مہدی" اور "قادیان کا مسیح" کے موضوع پر دو مضامین لکھے۔ یہ مضامین اگرچہ متنازع نوعیت کے تھے تاہم اس نے 1905ء میں The Victoria Institute of Philosophy of Great Britain میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دعاوی کی خوب تشہیر کی۔ اس نے اسلام کے بارے میں مکالمہ اور اس شخص کے بارے میں گہرے تجسس کی راہ کھولی جو ان مناظروں یا مباحثوں کا محرک تھا۔

قادیان اس وقت تک انڈیا کے صوبہ پنجاب کا ایک دور افتادہ اور گمنام گاؤں تھا۔ اس وقت قادیان تک رسائی ایک مشکل امر تھا جو صرف خچروں اور گھوڑوں کے ذریعے ہی ممکن تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگ ناہموار راستوں کی وجہ سے قادیان جانے کے لئے پیدل جانے کو ترجیح دیتے تھے۔

یہ وہ وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو بذریعہ الہام خبر دی کہ:

فَحَانَ أَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَيْنَ النَّاسِ

یعنی وہ وقت آ گیا جو تیری مدد کی جائے اور تجھ کو لوگوں میں معروف ومشہور کیا جائے۔

(تذکرۃ صفحہ 53)

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ

"اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔"

(تذکرۃ صفحہ 39)

انڈیا سے ہی کثیر تعداد میں لوگ قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا۔

یورپ اور امریکہ کے دور دراز علاقوں سے تعلق رکھنے والے کچھ دوسرے لوگ بھی قادیان آئے اور حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کی۔ کچھ حق کی جستجو میں آئے اور باسعادت ہوتے ہوئے زمانے کے امام کو پہچان گئے، دوسرے تجسس اور تحقیق کی غرض سے پہنچے۔

اپریل 1908ء میں ایک امریکی جوڑا مسٹر جورج ٹرنر (Mr. George Turner) اور لیڈی بارڈن (Lady Bardon) نے قادیان میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے ملاقات کی۔ دیگر چند سوالوں میں سے ایک سوال انہوں نے پوچھا کہ **آپ نے جو دعویٰ کیا ہے اس کی سچائی کے کیا دلائل ہیں؟** حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

"آپ لوگوں کو یہاں آنا بھی تو ہمارے واسطے ایک نشان ہے جو اگر آپ کو اس کا علم ہوتا تو شاید آپ یہاں آنے میں بھی مضائقہ اور تامل کرتے۔ اصل میں آپ لوگوں کا اتنے دور دراز سفر کر کے یہاں ایک چھوٹی سی بستی میں آنا بھی ایک پیشگوئی کے نیچے ہے اور ہماری صداقت کے واسطے ایک نشان اور دلیل ہے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 516، 517)

الیگزینڈر رسل ویب (Alexander Russel Webb) جنہوں نے 1888 میں اسلام قبول کیا وہ ایشیا، یورپ اور امریکہ کے راہنماؤں، حکام، علماء اور ججوں میں سے تھے جنہیں حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کا اعلان پہنچا۔

انہیں یہ دعوت نامہ اس وقت ملا جب وہ تھیسوفی پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے اخبار The Scotsman میں آپؑ کی دعوت کے بارے میں علم پا کر آپؑ سے خط وکتابت شروع کی۔ ویب اکتوبر 1892ء میں انڈیا آئے تاہم لاہور جتنا قریب پہنچ کر آپ کو حضرت مرزا غلام احمدؑ کی ملاقات سے آپؑ کے دعویٰ مسیحیت کی وجہ سے بہکا دیا گیا۔ مولوی حسن علی اور عبداللہ عرب جو آپ کے ساتھ تھے اور انڈیا میں آپ کے سفر کے

اخراجات برداشت کر رہے تھے، دونوں نے آپ سے نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت جب امریکہ میں تبلیغی کاموں کے لئے مسلمانوں کے عطیات کی اشد ضرورت ہے تو مسیح موعودؑ کی قادیان میں ملاقات کرنا دانشمندی نہیں ہے۔

جب امریکی اسلامی مشن ناکام ہو گیا تو ویب اپنے فیصلہ کا ازحد افسوس کیا کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ جیسے صحابہ سے خط وکتابت کا سلسلہ جاری رکھا اور دعا کے لئے درخواست کرتے رہے۔ آپ نے اسلام میں دلچسپی رکھنے والے دیگر مسلمانوں کے رابطے اور پتے بھی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو بھجوائے۔ وہ دو اصحاب جنہوں نے ویب صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کی ملاقات سے روکا تھا خود حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی بن گئے۔

رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مغرب میں اسلام کی تبلیغ کے لئے فرمایا۔ اس کے مضامین کے بارے میں دنیا بھر سے بہت سے خطوط اور تبصرے قادیان میں موصول ہوئے۔ 25 مئی 1905ء کو مانچسٹر لندن سے ایک خاتون کا خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو موصول ہوا۔

"میں ہمیشہ اس بارے میں شک کرتی تھی کہ ایک سچا مذہب تلوار کے ذریعے کس طرح پھیل سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی اجازت صرف اپنے دفاع کے لئے دی گئی ہے۔ مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ حکومت برطانیہ زیر اثر علاقے میں رہتے ہیں جہاں آپ کو مکمل آزادی خیال اور اظہار حاصل ہے۔۔۔ میں نے آپ کی ایک 25 سال قبل کی پیشگوئی کے بارے پڑھا ہے۔ مجھے ریویو آف ریلیجنز میں درج پاکیزہ تعلیمات کو پڑھ کر خوشی ہوئی اور میں امید کرتی ہوں کہ آپ سچائی پھیلانے میں کامیاب ہونگے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت سے خیر خواہ تھے لیکن آپ کے بہت مخالف بھی ہوئے۔ مخالفین میں ایک قابل ذکر مولوی غلام نبی تھے۔ آپ بہت بااثر عالم تھے جن کے مسلمانوں میں سے کئی پیروکار تھے جنہیں مولوی صاحب اپنے قرآن اور حدیث کے علم سے بہت متاثر کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لدھیانہ قیام کے دوران مولوی غلام نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رہائش گاہ کے باہر لوگوں کا مجمع لے کر آتے جو آپ کے بارے میں بدزبانی کرتا۔

ایک دن یوں ہوا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی رہائش گاہ کی طرف جارہے تھے تو منشی غلام نبی کی نگاہ آپ علیہ السلام کے چہرے پر پڑی جس سے ان کی کایا پلٹ گئی۔ اس واقعہ سے پہلے وہ اپنی معمول کی تقاریر میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پرنور چہرہ دیکھنے کے بعد آپ کو دیکھتے ہی مولوی صاحب آپ کی طرف دوڑ کر آئے اور آپ کے سلام کا جواب دیا۔ آپ علیہ السلام نے ان کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ ہی اندر لے گئے۔ اندر جانے کے بعد مولوی صاحب نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب میں بیٹھ گئے بلکہ آپ علیہ السلام سے اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کرنے لگے۔

عالم ہونے کی وجہ سے قدرتی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کے وفات مسیح کے دعویٰ اور آپ کے اپنے مقام کے بارے میں کئی اہم سوالات کئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآنی حوالے پیش کرتے ہوئے جواب دیتے جس پر مولوی صاحب نے کہا "یقیناً قرآن تو آپ ہی کے ساتھ ہے"

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر قرآن میری ہی طرف ہے تو پھر مولوی صاحب آپ کس کی طرف ہیں؟

جس پر انہوں نے فوراً جواب دیا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف ہیں۔ اسی وقت مولوی صاحب نے بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس موقع کے بعد مولوی غلام نبی صاحب مکمل طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق ہوگئے۔ بار بار قادیان آتے اور اس خواہش کا اظہار کرتے کہ کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ چھوڑیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے حقیقی پیغام کو صرف تحریر کے ذریعے ہی نہیں بلکہ معجزات اور ہمدردانہ اعمال کے ذریعے بھی پھیلایا۔ یہ واقعات آپ کے دعویٰ اور اللہ تعالیٰ کے حضور التجاؤں کی صداقت کے گواہ ہیں۔

ایک معروف واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک لڑکا جس کا نام عبدالکریم تھا حیدرآباد سے قادیان آیا۔ جسے ایک پاگل کتے نے کاٹ لیا۔ مقامی طور پر ہرقسم کی دوا اور کوشش اس کو بچانے کے لئے کی گئی مگر بے فائدہ۔ پھر اسے کسولی کے مشہور ہسپتال بھیجا گیا۔ اس کی واپسی پر جب بیماری کی علامات دوبارہ ظاہر ہونے لگیں تو ایک ڈاکٹر کو ٹیلی گرام کے ذریعے مشورہ کے لئے آگاہ کیا گیا۔ ڈاکٹر کا جواب آیا

"عبدالکریم کے لئے کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ معذرت"

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت پُرجوش انداز میں فرمایا

"ان کے پاس علاج نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے پاس علاج ہے۔"

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس لڑکے کے لئے جوش سے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کو معجزانہ شفا ہوئی اور اس نے صحت مند زندگی گزاری۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

معجزات کا یہ سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام زندگی جاری رہا۔ یہ آپ کی صداقت کی گواہیاں تھیں اور آپ کو ایک جوش تھا کہ لوگوں کو اسلام کے پیغام کے ذریعے اللہ کے نور کی طرف لایا جائے۔

کچھ عرصہ پہلے ایک اسی طرح کا ایمان افروز واقعہ مغربی افریقہ کے ملک بینن میں ہوا۔ بینن کے ایک بادشاہ کی بیوی شدید بیمار ہوگئی۔ انہیں کوئی مالی تنگی نہیں تھی۔ ہرقسم کی چارہ جوئی کی گئی مگر اس کی حالت لحہ بہ لحہ خراب ہوتی جارہی تھی۔ ایک وقت ایسا آیا کہ وہ اپنی آخری سانسیں لے رہی تھی اور کسی بھی لحہ اس کی سانس بند ہوسکتی تھی۔ اس کسمپرسی کی حالت میں پریشانی کے عالم میں بادشاہ اپنی اہلیہ کے بستر کے پاس بیٹھا اور اس سخت مایوسی کے عالم میں اچانک اس کی نگاہ فریم میں لگے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے پر پڑی جس پر اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام یاد آیا کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

اس احمدی بادشاہ کو اس الٰہی پیشگوئی پر کامل یقین تھا اس نے اس فریم کو اپنی بیوی کے سینے پر رکھا پھر خود ایک جائے نماز بچھائی اور اس پر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک گیا۔

زندہ خدا نے غم زدہ کی دعا کو سنا۔ جب بادشاہ نے اپنی نماز مکمل کی اور اوپر دیکھا تو اس کی بیوی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ بالکل ٹھیک ہوگئی ہوں۔ یہ زندہ خدا کا نشان ہے جو اس نے اسلام کے ذریعے ظاہر فرمایا۔

ان نشانات کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی بنیاد رکھی۔ کاش میں ایسے اور کئی واقعات بیان کرسکتا مگر وقت کی کمی کی وجہ سے میں ایسا نہیں کرسکتا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دفاع اسلام اور آنحضرت ﷺ کی مقام ومرتبہ بیان کرنے کے لئے قلمی جہاد کا آغاز فرمایا تو پھر آپ نے قلم کے ہتھیار کو اس وقت تک نہیں رکھا جب تک اس کو انتہا تک نہ پہنچا دیا۔ آپ نے یہ جہاد اس قدر وقف کے جذبہ سے کیا کہ خدمت اسلام کے جذبہ کو ایک نئی روشنی عطا فرمادی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس (سربراہ جماعت احمدیہ عالمگیر) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

کہ یہ دور حضرت محمد ﷺ کی کامل راہنمائی کی اشاعت کی تکمیل کا دور ہے۔

چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتب اور مضامین کی اخبارات میں اشاعت کے لئے پرنٹنگ پریس کا استعمال فرمایا تا اسلام کی حقیقی امن پسند تعلیمات کو نہ صرف انڈیا بھر میں بلکہ پوری دنیا تک پہنچائیں۔

اپنی کتاب "A Message of Our Time" میں حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام بار بار دہرایا جانا چاہیئے۔ پہلے آپ علیہ السلام کو انسانیت کو اپنے خالق حقیقی کی طرف بلانے کے لئے بھیجا گیا ہے اور لوگوں کی توجہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کی طرف پھیرنے کے لئے۔ دوسرے آپ کی بعثت کا مقصد انسانیت کا احترام انسانی اقدار کا احترام اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہے۔"

میں اپنی گزارشات کا اختتام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان کلمات پر کرونگا۔

"اے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ، جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر۔"

(تاریخ احمدیت جلد صفحہ 265)

اللہ تعالیٰ ہمیں انہیں جذبات کے ساتھ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو صرف ہماری تبلیغی سرگرمیوں ہی نہیں بلکہ روزانہ کے عمل اور دعاؤں کے ساتھ پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محی الدین عباسی۔ لندن

سورۃ فاتحہ کا مختصر خلاصہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ

یہ نہایت مختصر سا خلاصہ ہے سورہ فاتحہ کا جو اِس سورہ بقرہ میں موجود ہے۔ اِس کی تفصیل اور تفسیر کے لئے تو بہت وقت چاہیئے مگر مَیں نہایت مختصر طریق پر صرف پہلے ہی رکوع پر کچھ سُناؤں گا چنانچہ ابتداء میں مَولیٰ کریم فرماتا ہے الٓمّٓ مَیں اللہ بہت جاننے والا ہوں اس کی جانب سے یہ ہدایت نامہ ملتا ہے جس پر چل کر انسان روحانی راحتیں حاصل کرسکتا ہے۔ مَیں نے پہلے کہا ہے کہ قرآن شریف کا نام اللہ تعالیٰ نے شفا رکھا ہے اور اس کے ماننے والوں کا نام متّقی رکھا ہے اور پھر فرمایا ہے وَلِلّٰہِ الۡعِزَّۃُ وَلِرَسُوۡلِہٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ (المنٰفقون:9) یعنی جو لوگ ماننے والے ہوتے ہیں وہ معزّز ہوتے ہیں۔ ماننے والے سے مراد یہ ہے جو اس پر عمل درآمد کرتے ہیں۔ یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے تاریخ اور واقعات صحیحہ اِس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ جس قوم نے قرآن کو اپنا دستور العمل بنایا وہ دُنیا میں معزّز و مقتدر بنائی گئی۔ کون ہے جو اِس بات سے ناواقف ہے کہ عربوں کی قوم تاریخِ دُنیا میں اپنا کوئی مقام ومرتبہ رکھتی تھی وہ بالکل دُنیا سے الگ تھلگ قوم تھی لیکن جب وہ قرآن کی حکومت کے نیچے آئی وہ کُل دُنیا کی فاتح کہلائی۔ علوم کے دروازے ان پر کھولے گئے۔ پھر ایسی زبردست شہادت کے ہوتے ہوئے اس صداقت سے انکار کرنا سراسر غلطی ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ آجکل مسلمانوں کے تنزّل و ادبار کے اسباب پر بڑی بحثیں ہوتی ہیں اور وہ لوگ جو قوم کے ریفارمر یا لیڈر کہلاتے ہیں اِس مضمون پر بڑی طبع آزمائیاں کرتے ہیں، لیکچر دیتے ہیں، آرٹیکل لکھتے ہیں مگر مجھے افسوس ہے کہ وہ اس نکتہ سے دُور ہیں ان کے نزدیک مسلمانوں کے ادبار کا باعث یورپ کے علوم کا حاصل نہ کرنا ہے اور ترقی کا ذریعہ انہیں علوم کا حاصل کرنا ہوسکتا ہے حالانکہ قرآن شریف یہ کہتا ہے کہ قرآن پر ایمان لانے والے اور عمل درآمد کرنے والے معزّز ہو سکتے ہیں بلکہ میرا تو یہ ایمان ہے کہ جب انسان کامل طور پر قرآن کی حکومت کے نیچے آجاتا ہے تو وہ حکومت اس کو خود حکمران بنا دیتی ہے اور دوروں پر حکومت کرنے کی قابلیّت عطا کرتی ہے جیسا کہ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ سے پایا جاتا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اللہ جو بہت جاننے والا ہوں یہ ہدایت دیتا ہوں جس میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں اور نکتہ گیری کا کوئی موقع نہیں ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ قرآن سے فائدہ اُٹھانے والا انسان تقویٰ شعار ہو، متّقی ہو۔ ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کو اُن لوگوں کے لئے ہدایت نامہ قرار دیا ہے جو متّقی ہیں اور دوسرے مقام پر علومِ قرآنی کی تحصیل کی راہ بھی تقویٰ ہی قرار دیا ہے جیسے فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ یعنی تقویٰ اختیار کرو اللہ تعالیٰ تمہارا معلّم ہو جائے گا۔

تقویٰ کے پاک نتائج بڑے عظیم الشّان ہوتے ہیں ان میں سے ایک تو وہ ہے جو مَیں نے ابھی بیان کی کہ اللہ تعالیٰ اس کا معلّم ہو جاتا ہے اور قرآنی علوم اس پر کُھلنے لگتے ہیں پھر تقویٰ ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی معیّت حاصل ہوتی ہے جیسے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ الَّذِیۡنَ ھُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النّحل:129) بے شک اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ضرور ہوتا ہے جو متّقی ہوتے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو مُحسنین ہوتے ہیں۔ احسان کی تعریف رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ وہ خدا کو دیکھتا ہو اگر یہ نہ ہو تو کم از کم یہ کہ وہ اِس پر ایمان رکھتا ہو کہ اللہ اُس کو دیکھتا ہے۔ پھر یہ بھی تقویٰ ہی کے نتائج اور ثمرات میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر تنگی سے متّقی کو نجات دیتا ہے اور اس کو مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ (الطّلاق:4) رزق دیتا ہے متّقی اللہ کا محبُوب ہوتا ہے یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ۔ غرض تقویٰ پر ساری بناء ہے۔ پھر فرمایا کہ متّقی کون ہوتے ہیں؟ اِس کی پہلی نشانی یہ ہے یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ۔ وہ الغیب پر ایمان لاتے ہیں خلوت اور جلوت میں برابر مومن رہتے ہیں۔ ایک شخص کا مسجد میں اپنے ہم عصروں اور ملنے والوں کے سامنے ایماندار ہونا سہل ہے لیکن خلوت میں جہاں اسے کوئی نہیں دیکھتا بجز اللہ تعالیٰ کے اس کا مومن رہنا ایک امر اہم ہے لیکن متّقی خلوت اور جلوت میں برابر مومن رہتے ہیں۔ اِسی بناء پر کسی نے کہا ہے:

مشکلے دارم نہ دانشمند مجلس بازپُرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکنند
واعظاں کِیں جلوہ بَر محراب و منبر میکنند
چُوں بخلوت می روَندآں کارِ دیگر میکنند

پھر ایمان بالغیب میں بہت سی باتیں ہیں جن کو ماننا چاہیئے۔ اصل میں ثواب کے حاصل کرنے کے لئے ایمان بالغیب ضروری شئے ہے۔ اگر کوئی شخص مثلاً آفتاب و ماہتاب پر ایمان لاوے تو تم ہی بتاؤ کہ یہ ایمان اس کو کِس ثواب کا مستحق اور وارث بنائے گا؟ کسی کا بھی نہیں۔ لیکن جن چیزوں کو اُس نے دیکھا نہیں صرف قرائِن قویّہ کی بناء پر ان کو مان لینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں آئی ہیں ایمان بالغیب ہے جو سُود مند اور مفید ہے۔ پھر فرمایا کہ جب انسان ایمان لاتا ہے تو اس کا اثر اس کے جوارح پر بھی پڑنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان کے لئے تعظیم لِامر اللہ کا لحاظ ہو اِس لئے فرمایا وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ یہ متّقی وہ لوگ ہوتے ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں کیونکہ نماز اللہ کے حضور حاضر ہونے کا موقع ہے مومن کو چاہیئے کہ نماز کو اسی طرح پر یقین کرے۔ اِبتداء نماز سے جب اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے اور کانوں پر ہاتھ رکھتا ہے تو گویا دُنیا اور اس کی مشیختوں سے الگ ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے ہی سروکار رکھتا ہے پھر اپنے مطالب و مقاصد بیان کرے۔ نماز میں قیام میں رکوع، سجدہ اور سجدہ سے اُٹھ کر پھر دوسرے سجدہ میں اپنے مطالب بیان کرسکتا ہے پھر التّحیات میں صلوٰۃ اور دُرود کے بعد دعا مانگ سکتا ہے۔ گویا یہ سات موقعے دعا کے نماز میں رکھے ہیں۔

اَللّٰہُ یَسۡتَھۡزِئُ بِھِمۡ: اِستہزاء کا بدلہ دے گا یا حقیر کرے گا ان کو اور یَمُدُّ کے معنے یہاں پر زیادہ کرنے کے ہیں نہ عمر میں لمبائی کرنے کے، کیونکہ اس کے بعد لام آیا کرتا ہے جو کہ یہاں پر نہیں ہے۔ پس یَمُدُّھُمۡ کے معنے ہوئے ’’زیادہ کرتا ہے ان کو‘‘ جیسا کہ مَدَّ الۡجَیۡشَ اور اَمَدَّ الۡجَیۡشَ کے معنے ہیں لشکر کو زیادہ کیا اور قوی کیا۔ طُغۡیَان کے معنے سرکشی کے ہیں اور حضرت ابنِ عباسؓ اور بہت سے صحابہؓ سے مروی ہے کہ طُغۡیَان سے مُراد کفر ہے اور معنے یہ ہوئے ’’اور ان کو زیادہ کرتا یا مُہلت دیتا ہے کُفر میں۔‘‘ یَعۡمَھُوۡنَ عَمَہٌ سے ہے اور عَمَہٌ کہتے ہیں تردّد کو۔ یَعۡمَھُوۡنَ حیران اور متردّد ہیں۔

ذَکَرَ حُجَّۃُ الۡاِسۡلَامِ اَلۡغَزَالِیُّ اَنَّ الۡاِسۡتِھۡزَآءَ۔ اَلۡاِسۡتِحۡقَارُ وَ الۡاِسۡتِھَانَۃُ وَالتَّنۡبِیۡہُ عَلَی الۡعُیُوۡبِ وَالنَّقَآئِصِ عَلٰی وَجۡہٍ یُّضۡحَکُ مِنۡہُ (رُوح المعانی) تحقیر کو استہزاء کہتے ہیں۔

2۔ اَلۡھَزۡأَۃُ اَصۡلُہٗ اَلۡخِفَّۃُ وَھُوَالۡقَتۡلُ السَّرِیۡعُ ھَزَأَ یَھۡزَأُ: مَاتَ فَجَاءَۃً وَتَھۡزَأُبِہٖ نَاقَۃٌ: اَیۡ تَسۡرَعُ بِہٖ وَتَخَفُّ۔ فتح، ہلکا، سمجھنے، جلدی قتل کرنے، اچانک مرنے کو ھزو کہتے ہیں۔

پس اَللّٰہُ یَسۡتَھۡزِئُ بِھِمۡ (البقرہ:16) کے معنے ہوئے اللہ تحقیر کرے گا، اہانت کریگا اور ان کے عیوب و نقائص سے خلقت کو ایسی آگہی دے گا کہ ان کی ہنسی ہو اور اللہ تعالیٰ ان کو خفیف کرے گا۔ جلدی ہلاک کر دے گا۔

یہ بیان ہے منافقوں کے حالات کا جن کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہوتا ہے۔ دِل میں کپٹ ہوتی ہے اور ظاہر میں ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ مومنوں کی تحقیر و اہانت اور تخفیف کرتے ہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ ان کی تحقیر، اہانت اور تکفیر کرتا ہے اور کرتا رہے گا اور ہلاک کر دے گا۔ اور ان کے عیوب و نقائص کی اطلاع دیتا ہے اور دیتا رہے گا اِس لئے کہ دُنیا میں ان کی ہنسی ہو یہ بڑی بھاری پیشگوئی ہے اور وہ روزِ روشن کی طرح پوری ہوئی کہ تمام وہ لوگ جو اسلام پر ہنسی اُڑاتے اور اس کی تحقیر کرتے تھے خدا تعالیٰ نے انہیں ضعیف حقیر کر دیا۔ صداقتوں اور واقعاتِ حقّہ پر اعتراض کرنا سخت ناپاکی اور جہالت نہیں تو اَور کیا ہے۔

اَلسُّفَھَآءُ۔ سفاہت نام ہے اِضطراب کا۔ پتلے کپڑے کو بھی سفیہ کہتے ہیں۔

فَمَا رَبِحَتۡ تِّجَارَتُھُمۡ۔ ضالین بڑے تاجر ہوں گے مگر دینی ہدایت نہ لیں گے نہ دینی نفع اُٹھائیں گے۔

اِس زمانہ کا حال دیکھ کر تعجّب آتا ہے کیونکہ اس میں منافق طبع بہت ہیں۔ زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں کیونکہ ان کے عقائد سے ان کے اعمال کی مطابقت نہیں۔ عیسائیوں نے سوال کیا ہے کہ نجات کِس طرح ہوتی ہے اور مَیں نے جواب دیا ہے کہ نجات فضل سے ہے اور اس خدا کے فضل کو ایمان کھینچتا ہے۔ اِس واسطے یہ بھی صحیح ہے کہ نجات ایمان سے ہے۔ پھر کہتے ہیں عمل کوئی چیز نہیں حالانکہ کون دُنیا میں ایسا ہے کہ آگ کو آگ مان کر پھر اس میں ہاتھ ڈالے۔ پانی کو پیاس بجھانے والا جان کر پھر پیاس بجھاتا ہے تو پیاس لگنے کے وقت اس پانی سے پیاس ضرور بجھائی جاتی ہے۔ پس کیا وجہ ہے کہ یہ ایمان ہو قُرآنِ مجید خدا تعالیٰ کی کتاب ہے اور اعمال کی جزا اور سزا ضروری ہے اور پھر اس پر عمل درآمد نہ ہو۔ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے اُوپر خدا کے بہت سے فضلوں کا اقرار کرتے ہیں اور اپنے مقابل دوسروں کا ایمان حقیر سمجھتے ہیں مگر عمل میں کچّے ہیں۔ مونہہ میں بہت باتیں بناتے ہیں مگر عمل درآمد خاک بھی نہیں۔ ایسے لوگوں کو نصیحت کی جائے تو کہتے ہیں ہم تو مانتے ہیں مگر اپنے شیاطین اپنے سرغنوں کے پاس جا کر کہتے ہیں کہ ہم تو ان مسلمانوں کو بناتے ہیں ان کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اِستہزاء ھزو سے نکلا ہے۔ ہلکی چیز کو چونکہ آسانی سے ہلایا جا سکتا ہے اِس لئے اِستہزاء تحقیر کو کہتے ہیں۔

اللہ ان کو ہلاک کرے گا کسی کو جلد کسی کو دیر سے۔ اللہ تو توبہ کے لئے ڈھیل دیتا ہے مگر اکثر لوگ خدا کی حد بندیوں کی

بقیہ صفحہ 8 پر

میجر ریٹائرڈ زبیر خلیل خان۔ جرمنی

افغانستان کا مخمصہ۔ چند حقائق

آج کل دنیا بھر کے میڈیا پر افغانستان میں طالبان کے قبضہ کے بارہ میں خبریں اور تبصرے جاری ہیں۔ اور ہر کوئی اپنے علم، تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر موجودہ صورتحال کے بارہ میں تبصرہ کرتا نظر آتا ہے۔ ذیل میں قارئین کے لیے چند حقایق درج ہیں جن کی بنا پر ہر کوئی اپنی اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق صورتحال کو سمجھ سکتا ہے۔فوج کی لغت میں سریع الحرکتی چال کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں جرمن فوج کی بلٹز جنگی چالیں بہت مشہور ہوئی تھیں اور آج تک دنیا کی بیشتر افواج کے تعلیمی نصاب میں جرمن افواج کے اس طریقہ جنگ کے بارہ میں پڑھایا جاتا ہے۔موجودہ صورتحال میں طالبان نے سریع الحرکتی جنگی چالیں تو نہیں چلیں لیکن اپنے گیارہ روزہ سریع الحرکتی ہلچل کی وجہ سے افغانستان کے پنج شیر کے صوبہ کے علاوہ تمام صوبہ جات بشمول کابل پر قبضہ کر کے دنیا بھر کے تجزیہ نگاروں کو ششدر کر دیا ہے۔ اسی طرح بغیر خون آشام جنگ کے ان کو جو فی الحال کامیابی ملی ہے اس پر وہ خود بھی حیران ہیں۔

امریکہ افغانستان میں 2001ء میں گیا تھا۔ اس وقت بظاہر دہشت گردوں کا خاتمہ مقصد تھا۔ یہ مقصد امریکہ نے دو سال میں ہی حاصل کر لیا تھا۔ اس کے بعد اس کو اس ملک سے نکل جانا چاہیے تھا۔ تاہم طاقت کا نشہ انسان کو غلطیوں پر اکساتا رہتا ہے۔ اپنے ہی عوام کو دھوکہ دے کر امریکی حکومت اپنے اس قبضہ کو طول دیتی رہی۔ 2001ء سے لے کر اب تک 7 لاکھ 75 ہزار سے زائد غیر ملکی فوجیں افغانستان میں تعینات رہیں۔ 3 کھرب ڈالر بھی خرچ کر ڈالے لیکن کبھی بھی کامیابی حاصل نہ کرسکیں۔ بلکہ جب چند سال پہلے امریکہ نے افغانستان سے نکل جانے کا منصوبہ بنایا تو اس کو ایسے طالبان رہنماؤں سے مدد لینی پڑی جنکو اس نے دہشت گرد قرار دے کر بدنام زمانہ گوانتا نامو جیل میں قید بھی کیا ہوا تھا۔ طالبان شدت پسندوں نے ماضی میں سال 1996ء سے لے کر 2001ء تک افغانستان پر حکومت کی ہے اس وقت انکی ہر سرگرمی شدت پسندی پر مبنی ہوتی تھی۔ طالبان کے اس دور اقتدار میں القاعدہ اور دیگر شدت پسند جہادی تنظیمیں بھی افغانستان میں پنپتی رہیں۔ دنیا بھر میں انکے اس دور حکومت کو صرف پاکستان، سعودی عرب اور متحدہ امارات نے تسلیم کیا تھا۔ 2001ء میں جب امریکہ نے افغانستان پر قبضہ کیا تو طالبان اور انکے رہنماوں نے بڑی سرعت کے ساتھ پسپائی اختیار کر لی۔ انکی بڑی تعداد یا تو مقامی آبادی میں مدغم ہو گی اور یا پھر سرحد پار کر کے پاکستان پہنچ گئے۔

امریکی قبضہ کے دو سال بعد ہی نا اہل حکمرانوں کی وجہ سے افغانستان کے حالات پھر دگرگوں ہونے لگ گئے۔ ان حالات سے فائدہ اٹھانے کے لیے جون 2003ء میں پاکستان کی مدد سے ملا عمر کی سربراہی میں طالبان کی دس ممبران پر مشتمل کوئٹہ شوریٰ تشکیل دے دی گئی۔ بعد ازاں اس شوریٰ کی تعداد بڑھا کر تینتیس کر دی گی۔ پاکستان کی مدد سے سال 2005ء تک طالبان بڑی حد تک سنبھلنے شروع ہو گئے۔ افرادی قوت کی بھرتی اور تربیت کے لیے بلوچستان، خیبر پختون خواہ، اور کراچی میں موجود مدرسہ جات اور افغانی پناگزینوں کے علاقہ جات سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔ طالبان کے سرکردہ رہنما جو شوریٰ کے ممبران بھی تھے گلشن اقبال میں انکو رہائشیں مہیا کی گئیں اور سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت بھی دی گئی۔ اسی دوران ملا برادر جو کہ اس وقت طالبان کے روح رواں ہیں انکی صلاحیتیں بھی منظر عام پر آئیں۔ پاکستان میں انتظامی اور تربیتی امور پر موثر گرفت حاصل کر لینے کے بعد طالبان نے افغانستان بھر میں اپنے اثر رسوخ والے علاقوں میں کمانڈر مقرر کرنے شروع کر دیے۔ جو گاہے بگاہے کٹھ پتلی افغان حکومتوں کے لیے مشکلات پیدا کرتے رہے۔ 2009ء میں طالبان کی طرف سے افغانستان بھر میں کارروائیوں کا آغاز کر دیا گیا اور غیر ملکی افواج کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ 2010ء تک نصف افغانستان پر طالبان مؤثر کاروائیاں کرنے کی پوزیشن میں آچکے تھے۔

2013ء میں امریکہ کو احساس شروع ہو گیا تھا کہ وہ طالبان سے جنگ نہیں جیت سکتے۔ چنانچہ دوحہ میں طالبان کو سیاسی دفتر قائم کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ تاکہ طالبان کی سیاسی قیادت امریکی سیاسی قیادت سے بات چیت کر سکے۔ 2013ء تا 2018ء تک طالبان کی سیاسی قیادت سے امریکی سیاسی قیادت کی کسی نہ کسی رنگ میں بات چیت چلتی رہی لیکن کوئی حتمی نتیجہ نکل نہ سکا۔ جب امریکہ میں صدر ٹرمپ کی حکومت تھی تو سال دو ہزار اٹھارہ میں نئی کوششیں شروع کی گئیں۔ اور ڈیڑھ سال کی کاوشوں کے بعد دونوں فریقین ایک معاہدہ لکھنے پر رضامند ہوئے جس کی روح سے یہ اتفاق کیا گیا کے افغانستان سے غیر ملکی فوجوں کا مکمل انخلا ہو گا۔ دوحہ میں کیے گئے اس معاہدہ کے تحت 31 اگست 2021ء تک غیر ملکی افواج کا انخلا مکمل ہونا قرار پایا تھا۔ امریکہ کا خیال تھا کہ غیر ملکی افواج کے انخلا کے بعد صدر اشرف غنی اور ان کی فوج اور پولیس جس کی تعداد تین لاکھ تھی وہ کابل پر طالبان کے قبضہ کے سامنے ڈٹ جائیں گے۔ تاہم پندرہ اگست کو سارا منظر نامہ ہی تبدیل ہو گیا۔صدر اشرف غنی ملک چھوڑ کر چلے گئے اور طالبان کو کابل پر قبضہ کے لیے کسی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

آج جب کہ غیر ملکی افواج کے انخلا کے مکمل ہونے کے لیے ابھی دو دن باقی ہیں افغانستان سے یہ انخلا جاری ہے۔ تاہم چند روز قبل ہونے والے دہشت گردی کے واقعہ نے سارا منظر نامہ پھر تبدیل کر دیا ہے۔ ننگر ہار کے علاقہ میں قائم آئی ایس خراسان نے اس حملہ کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ دوسری طرف پنج شیر میں احمد مسعود نے اپنے صوبہ کا چارج دینے سے انکار کر دیا ہے۔اب غیر ملکی تو اس ملک سے نکل جائیں گے۔اور بظاہر طالبان نے فی الحال سارے ملک پر قبضہ کر لیا ہے۔لیکن قبضہ کرنا اور بات ہوتی ہے اور ملک کا نظم ونسق چلانا اور بات ہوتی ہے۔ 1979ء میں اس وقت کے سوویت یونین نے اس ملک پر قبضہ کیا تھا۔ امریکہ نے پاکستان کو استعمال کیا اور دس سال بعد سوویت یونین کو پسپا ہونا پڑا۔ 2001ء میں امریکہ نے اس ملک پر قبضہ کر لیا۔ اور اب بیس سال بعد امریکہ کو بھی پاکستان کی وجہ سے ہی اس ملک سے پسپا ہونا پڑ رہا ہے۔

طاقت ورملکوں کے لیے یہ خطہ اسٹریٹیجک نقطہ نگاہ سے بہت اہم ہے۔ دو عالمی طاقتوں یعنی روس اور امریکہ نے تو کوشش کر لی اور اب ابھرتی طاقت چین کی باری ہے۔ کہ وہ اس علاقہ پر اپنی اجارہ داری چاہتا ہے۔ افغانستان اسی ملین آبادی کا ملک ہے جس میں پینتالیس ملین آبادی پشتون ہے۔ طالبان بھی پشتونوں پر مشتمل تنظیم ہے۔ پاکستان میں بھی پینتس ملین سے زائد پشتون آباد ہیں جو کسی نہ کسی رنگ میں افغانستان کے پشتونوں سے رشتہ داریوں میں منسلک ہیں۔ افغانستان کی آبادی کی جو موجودہ صورتحال ہے اس کے مطابق پاکستان کی اس ملک میں دخل اندازی ہر صورت برقرار رہے گی تاوقتیکہ یہ قوم اس معیار پر آجائے کہ نسلی تفرقہ بازی اور ایک قبیلہ کا دوسرے قبیلہ کو دبا کر رکھنے کا رجحان ختم ہو جائے۔ بظاہر چین نے اس قوم کو معاشی لحاظ سے کافی سبز باغ دکھائے ہیں اور طالبان نے بھی چین کے ساتھ چلنے کا وعدہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت پاکستان اور چین میں ہنی مون سیزن چل رہا ہے۔ حالات تو ساز گار لگتے ہیں لیکن اصل فیصلے تو آسمانوں پر ہوتے ہیں۔ اس قوم کے مقدر میں قدرت نے کیا لکھ چھوڑا ہے جلد ہی سامنے آجائے گا۔

بقیہ: سورۃ فاتحہ کا مختصر خلاصہ...... از صفحہ 7

از صفحہ 7

پرواہ نہیں کرتے۔ حد بندی سے جوشِ نفس کے وقت یُوں نکل جاتے ہیں جیسے دریا کا پانی جوش میں آ کر کناروں سے باہر نکل جائے۔ ایسے لوگ ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی لیتے ہیں۔ یہ ہدایت جس میں ہدایت چھوڑی اور گمراہی اختیار کی ان کے لئے نافع نہیں ان کے لئے پاک ہدایت ایسی ہے جیسے مَیں نے طِبّ میں دیکھا ہے کہ بعض دفعہ نرم کھچڑی شدّتِ صفراء کی وجہ سے نہایت تلخ معلوم ہوتی ہے۔ یہ لوگ ہدایت کی باتوں کی قدر اور حقیقت سے بوجہ اپنے مرضِ قلبی سے آگاہ نہیں۔ پس ایسے لوگ اگر ایمان کا اظہار بھی کرتے ہیں تو اپنے نفع کے لئے جیسے کوئی آدمی جنگل میں آگ لگائے تو اس سے یہ فائدہ اُٹھالیتا ہے کہ شیر، چیتے اور ایسے درندے اس کے پاس نہیں پھٹکنے پاتے۔ اِسی طرح منافق بظاہر اسلام کا اِقرار کر کے مصائب سے عارضی طور پر بچاؤ کر لیتا ہے لیکن بعد میں بلائیں، جفائیں اسے گھیر لیتی ہیں۔ اس کا نفاق کُھل جاتا ہے پھر کچھ سوچ نہیں پڑتا۔غرض اپنا ظاہر کچھ باطن کچھ بنانے والے ضرور نقصان اُٹھاتے ہیں۔ اِشْتَرٰی۔ یہاں پر کوئی حقیقی خرید وفروخت مراد نہیں ہے بلکہ یہاں پر اِس سے یہ مراد ہے کہ انہوں نے ہدایت کو ترک کر دیا ہے اور بجائے اس کے گمراہی کو اختیار کر لیا ہے۔۔۔۔۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور اَور بہت سے صحابہؓ نے یہی معنے کئے ہیں اور۔۔۔۔۔ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ (نہ وہ راہ پانے والے بنے) سے یہ مراد ہے کہ وہ تجارت کی صحیح راہ نہ پا سکے یہاں تک کہ تجارت سے اصل مقصود تو یہ ہوتا ہے کہ اصل مال قائم رہے اور اس کے علاوہ کچھ زائد فائدہ بھی حاصل ہوجائے لیکن منافقوں نے اصل مال (یعنی فطرتِ سلیم اور تحصیلِ کمالات کی فطرتی استعداد) کو ہی ضائع کر دیا۔

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ نمبر 104 تا 108)

مدثر ظفر

"7" ایک پراسرار عدد

حضرت انسان نے شمار کے لیے اعداد کا استعمال کرنا کب شروع کیا اس بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ ملنے والے قدیم آثار سے اندازہ ہوتا ہے کہ انسان 50,000 سال قبل شمار کے لیے اعداد کا استعمال کرنا جانتے تھے۔صفر سے نو تک کے اعداد میں» 7«ایک نہایت پر اسرار عدد مانا جاتا ہے۔ کئی لوگ اسے اپنے لیے خوش قسمتی کا عدد خیال کرتے ہیں۔ بھارت کے عالمی شہرت یافتہ کرکٹر مہندر سنگھ دھونی اور پرتگال کے فٹ بالر کرسٹیانو رونالڈو جو CR7 کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں 7 نمبر شرٹ پہنتے ہیں۔سات کا عدد کسی بھی عدد کے مقابلہ میں زیادہ مقبول ہونے کے ساتھ چار دانگ عالم اور مظاہر کائنات میں بھی غالب نظر آتا ہے۔ جیسے ہفتے میں سات دن ہوتے ہیں، عجائبات دنیا سات ہیں، سات اجرام فلکی جو ہمیشہ سے انسان کے فلکیاتی مطالعہ کا موضوع رہے ہیں اور بنا کسی ٹیلی اسکوپ کے آنکھوں سے ان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔قوس قزح میں سات رنگ ہوتے ہیں, سفید روشنی سات رنگوں سے مل کر بنتی ہے۔سنگیت کے سُروں کی تعداد بھی سات ہے۔ تمام ممالیہ جانداروں بشمول انسان کے گردن میں سات ہڈیاں ہوتی ہیں۔ براعظم سات ہیں، سمندروں کی تعداد سات ہے۔ اگر دو پانسے ایک ساتھ پھینکے جائیں تو Probability Theory کے مطابق 7 آنے کا امکان سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ بیالوجسٹ کے مطابق ہر سات سال میں انسانی جسم میں غیر معمولی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ جیسے کہ سات سال کی عمر میں نئے دانت آتے ہیں اور بچہ بچپن سے لڑکپن میں داخل ہوجاتا ہے۔ 14 سال بلوغت کی عمر ہوتی ہے اور 21 سال کی عمر میں جوان ہوتا ہے۔

دنیا کے تمام بڑے مذاہب میں سات کا عدد بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ توریت میں ہے کہ خدا نے چھ دن میں زمین آسمان بنائے اور ساتویں دن آرام کیا۔قرآن کریم بھی اس امر کی تائید کرتے ہوئے چھ دن میں زمین آسمان بنانے کا ذکر کرتا ہے۔ ھُوَالَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ۔وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں''۔ نیز قرآن کریم میں سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ یعنی سات آسمانوں کا ذکر ہے، ایسے ہی سَبۡعَۃُ اَبۡحُرٍ یعنی سات سمندروں کا بیان بھی ہے۔

حج کے دوران سات بار خانہ کعبہ کا طواف کیا جاتا ہے۔ صفاء و مروہ کی سعی سات بار کی جاتی ہے۔ شیطان کو سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ قرآن کریم میں جہنم کے دروازوں کی تعداد بھی سات بیان ہوئی ہے۔ (لَہَا سَبۡعَۃُ اَبۡوَابٍ ؕ لِکُلِّ بَابٍ مِّنۡہُمۡ جُزۡءٌ مَّقۡسُوۡمٌ) قرآن کریم کی منزلیں بھی سات ہیں۔عیدین کی پہلی رکعت میں تکبیرات کی تعداد بھی سات ہے۔وضو کے چار اور غسل کے تین فرائض کا مجموعہ بھی سات بنتا ہے۔ سات اور ستر کی تکرار بیک وقت کثرت پر بھی دلالت کرتی ہے۔جس طرح بہتّر اور تہتّر فرقوں والی حدیث میں بھی سات کا عدد نمایاں ہے۔قرآن کریم میں سات سو بار نماز کا حکم ہے، نماز باجماعت کا ثواب اکیلے نماز پڑھنے کی نسبت ستائیس گنا زیادہ ہے۔اسی طرح بعض نیک اعمال کا اجر ستر سے سات سو گنا تک بیان ہوا ہے۔ سات برس کی عمر سے بچوں کو نماز کی تاکید کرنے کا حکم ہے۔ زندگی کے سات ادوار میں تخم ریزی، پیدائش، بچپن، لڑکپن، جوانی، بڑھاپا اور موت۔ مذہبی طور پر سات پودوں کو مقدس مانا جاتا ہے۔ان میں کنول کا پھول، امربیل، ناگ پھنی، تلسی (اوسیمم ٹینوئفلورم)، صنوبر، بھنگ، تلسی (اوسیمم بازلیکم) شامل ہیں۔مضمون کی طوالت کے خوف سے ان پودوں سے جڑے مذہبی توہمات کو بیان نہیں کیا (راقم)۔

قدیم مصریوں کے نزدیک سات کا عدد زندگی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ جاپانی ثقافت میں خوش قسمت سمجھے جانے والے خداؤں کی تعداد بھی سات ہے۔ ہندوازم کے نزدیک روح مکتی (نجات) پانے کے لیے سات چکر لیتی ہے۔ ہندومت میں شادی کے موقع پر میاں بیوی اگنی (آگ) کے سات پھیرے لیتے ہیں اور سمجھا جاتا ہے کہ اس طرح ازدواجی تعلقات میں دوام رہتا ہے۔کوئی منّت پوری ہو جائے تو سات قسم کے کھانے پکا کر خیرات کرتے ہیں۔ ہندومت اور اسلام سمیت متعدد دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کا ماننا ہے کہ روح کو جسم پر سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جنہیں «چکرا» کہا جاتا ہے۔ ان سات چکروں میں سر، تیسری آنکھ (شعور)، گلا، دل، معدہ، ناف اور زیر جامہ۔ان کا ماننا ہے کہ کوئی بھی بیماری خواہ وہ روحانی ہو یا جسمانی کسی چکرے میں خرابی کے باعث پیدا ہوتی ہے۔ پھر ان بیماریوں یا خرابیوں کو دور کرنے کے لیے ریاضتیں بھی کی جاتی ہیں اور اس پر یقین رکھنے والے اسے روحانی سائنس کی ایک شاخ خیال کرتے ہیں۔ بحرحال یہ توہمات ہیں جن کا یہاں بیان کرنے کا مقصد سات کے عدد سے وابستہ خیالات کے بارے میں جاننا ہے۔ جاسوسی فلموں کے مشہور کردار جیمز بانڈ کا نمبر بھی صفر صفر سات ہے۔ نیز سات کا عدد صلیب کے نشان سے مشابہ ہونے کے باعث مقدس عدد بھی مانا جاتا ہے۔

جون 2015ء میں نیوکیسل یونیورسٹی میں نمبر فیسٹیول منعقد کیا گیا۔ فیسٹیول کا مقصد لوگوں کی ریاضی میں دلچسپی بڑھانا تھا۔ اس میں ایک سروے کے دوران تمام طلباء کو ایک سے لے کر دس تک کوئی ایک نمبر منتخب کرنے کا کہا گیا تو 70 فیصد طلباء نے نمبر سات پسند کیا۔ جب انہیں پوچھا گیا کہ انہوں نے سات ہی کا انتخاب کیوں کیا تو ان میں سے اکثر اس بات کا کوئی معقول جواب نہ دے پائے۔ ان کا کہنا تھا کہ بس انہیں یہ نمبر پسند ہے کیونکہ یہ ان کے لیے لکی ہے۔ جارج ملر جو ایک سائیکولوجسٹ تھے، انہوں نے 1956ء میں ایک تحقیقی پیپر شائع کیا جس کا عنوان تھا۔ The Magical Number Seven, Plus or Minus Two اسے یوں بھی لکھا جاتا ہے 7 ± 2۔ اس تحقیقی مقالہ میں انہوں نے عارضی یادداشت کے حوالہ سے بیان کیا کہ ایک انسان ایک وقت میں سات چیزوں کو اپنی عارضی یاداشت میں محفوظ رکھ سکتا ہے۔ 1956ء میں یہ ٹاسک انہیں AT&T ٹیلی فون کمپنی کی جانب سے ملا تھا۔ وہ یہ جاننا چاہتے تھے ایک عام انسان مخلوط نمبروں کی کتنی تعداد کو آسانی سے یاد رکھ سکتے ہیں تا کہ اس تعداد کو ٹیلی فون نمبر کے مجموعہ کے ساتھ لوگوں کو مہیا کیے جا سکیں۔ ان کی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی کہ ایک وقت میں ایک انسان 5 سے 9 تک اعداد کے مجموعہ کو بغیر کسی اضافی ترکیب جیسے کہ Chunking (چنکنگ یعنی مخلوط اعداد کو دو دو تین تین یا چار چار کے گروپ بنا کر انہیں اپنی یاداشت میں محفوظ کر لینا، مثلاً 8743956 کو 956-43-87 یا کسی اور ترتیب سے اپنے ذہن میں بٹھا لینا) کے بغیر با آسانی یاد رکھ سکتے ہیں۔ ایک اور سائیکولوجسٹ جان سوالو نے جارج ملر کی اس تھیوری کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے بیان کیا کہ انسانی یاداشت کے دو حصے ہیں، قلیل مدتی اور طویل مدتی (Long term and short term) طویل مدت کے لیے کوئی بات یاداشت میں محفوظ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ بات قلیل مدت کی یاداشت میں محفوظ ہو۔ جان سوالو کی تحقیق بھی ملر کے نظریہ کی تائید کرتی ہے جس کے مطابق سات مخلوط نمبروں کا مجموعہ ایک عام انسان با آسانی یاد رکھ سکتا ہے۔ انہوں نے اس تھیوری کو Congnitive Load Theory کا نام دیا۔

سات کے عدد میں مزید کون کون سے اسرار پنہاں ہیں یہ تو مستقبل میں ہونے والی تحقیق اور آنے والا وقت ہی بتائے گا لیکن اب تک ہونے والی تحقیق اور اس عدد کا استعمال اسے دوسرے اعداد سے بہت زیادہ منفرد اور دلچسپ بناتا ہے۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

جس سے یہ احساس ہوتا ہو کہ آپ جماعت کی اور احمدیت کی سچائی کو اپنی شرطوں کے ساتھ مشروط کر رہے ہیں یا اپنی دعاؤں کے ساتھ مشروط کر رہے ہیں۔ احمدیت تو سچی ہے اور یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا خدائی بشارتوں کے ماتحت اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہے۔ اور احمدیت کی سو سال سے زائد کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف لوگوں اور مذاہب کے ماننے والوں کو جو چیلنج دئے ان کے سامنے مقابلہ کی نیت سے جو بھی کھڑا ہوا اس کے ٹکڑے اڑتے ہم نے دیکھے ہیں۔ خدا خود ہمارے بدلے لیتا ہے اور لیتا چلا جا رہا ہے پھر آپ کو کس بات کا خوف اور فکر ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے امام کی جو ڈھال آپ کے لئے مہیا فرمائی ہے اس کے پیچھے ہی رہیں اور جو طریق اور دلائل پیغام پہنچانے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتائے ہیں ان کے مطابق دعوت الی اللہ کرتے چلے جائیں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دعائیں کریں اور دعاؤں سے ہی مدد کریں۔ ہمارا خدا زندہ خدا آج بھی ہمیں اپنی خدائی کے جلوے دکھا رہا ہے اور ان شاء اللہ دکھاتا چلا جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہاں ایک شرط ہے کہ خالص ہو کر اس کی طرف جھکیں اور اس سے مدد مانگیں۔ وہی ہے جو ہماری دعاؤں کو سنتا ہے۔ اس کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کریں۔ جو مخالفین مباہلے کا اتنا ہی شوق رکھتے ہیں وہ اپنا شوق پورا کریں۔ خدا کو جتنا مرضی پکاریں وہ، اپنی ناکیں رگڑیں، اپنے ماتھے رگڑیں۔ کبھی ان کی یہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی جو وہ جماعت کے خلاف کریں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ غلبہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا ہی ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فقرہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ مَیں مامور ہوں اور فتح کی مجھے بشارت دی گئی ہے۔

(خطبہ جمعہ 11/ جولائی 2003ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ٹرانسکرپٹ وکمپوزنگ: ابو اثمار احمد اٹھوال

This week with Huzoor

27/اگست 2021ء

اس ہفتے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے 1500 سے زیادہ خدام کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ virtual ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔جس میں خدام نے پیارے آقا سے مختلف سوالات کے ذریعہ رہنمائی حاصل کی۔

ایک خادم نے سوال کیا۔کرونا کی وجہ سے بہت سے جماعتی پروگرام منعقد نہیں ہو سکے لیکن اس دفعہ الحمدللہ جلسہ یوکے منعقد ہوا ہے تو میں نے پوچھنا تھا کہ آپ کو کیسا Feel ہوا تھا؟دو سال کے بعد جلسہ سالانہ منعقد کر کے،مطلب آپ کے کیسے جذبات تھے؟کیسا محسوس کیا آپ نے؟

اس پر حضور نے فرمایا ہاں اچھا محسوس کیا۔جلسہ سالانہ ہوگیا الحمدللہ پڑھا۔اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے چاہے چھوٹے پیمانے پر ہی سہی لیکن (جلسہ منعقد کرنے کی) توفیق دی۔آن لائن اس جلسے کو دنیا نے،اور ایم ٹی اے کے ذریعے جماعتوں نے مختلف جگہوں پر اکٹھے ہو کر،اور جمع ہو کر بھی سنا اور گھروں میں بیٹھ کر بھی سنا۔مجھے تو لوگوں نے لکھا ہے کہ ہم نے گھروں میں بھی اکٹھے ہو کر سنا اور وہی ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی۔لنگر کا آلو گوشت اور لنگر کی دال بنانے کی کوشش کی۔جماعتی طور پر تو انتظام ویسے ہی ہو رہا تھا اور اس میں بھی میری رپورٹس کے مطابق تو لاکھوں لوگوں نے جلسہ سن لیا۔اور Gathering کر کے،مختلف جگہوں پر جو اکٹھے ہو کر لوگوں نے سنا،وہ بھی لاکھ سے زیادہ ہی ہوں گے۔اور اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اس covid کے بعد ایک بریک تھرو کیا۔اور آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ راستے کھل گئے اور یہ جو خیال تھا کے اب جلسے پتا نہیں کب ہوں گے؟۔کب نہیں ہوں گے؟اور مایوسی کی سی کیفیت طاری ہوگئی تھی جماعت کے لوگوں میں،وہ دور ہوگئی۔اور جب وہ دور ہوگئی تو ظاہر ہے اس سے مجھے خوشی ہونی تھی اور میرا خیال ہے کہ تم لوگ بھی خوش ہوئے ہو گے؟کیوں! نہیں ہوئے تم لوگ؟جس پر خادم نے جواب دیا۔جی حضور بلکل (خوش ہوئے ہیں)۔

ایک اور خادم نے سوال کیا کہا فغانستان کی جنگ کے بعد دنیا پر کیا اثر پڑے گا؟

حضور نے فرمایا کے یہ جنگ تو پچھلے سو سال سے لڑی جا رہی ہے افغانستان میں اسی طرح یہ فساد اور فتنے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔اور یہ تو صورتِ حال افغانستان کی اس وقت سے چل رہی ہے جب سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کی شہادت کے بعد۔اے کابل کی زمین!تو امن میں نہیں رہے گی۔امن تو برباد ہوگیا ان کا۔اور یہ بے امنی کی کیفیت چل رہی ہے۔اور اب طالبان آگئے ہیں۔اب دیکھتے ہیں کہ یہ کس طرح حکومت چلاتے ہیں اور کتنی دیر باہر کی حکومتیں ان کے ساتھ چل سکتی ہیں۔دنیا میں آج کل کوئی بھی حکومت جب تک انٹرنیشنل برادری کے اندر شامل نہ ہو جائے وہ چل نہیں سکتی۔آپس میں اتنا رابطہ ہو چکا ہے ملکوں کا اور ہر ایک ملک دوسرے ملک پر dependent ہے۔تجارت ہے, اور یہ چیزیں ہیں۔بہرحال طالبان کو بھی (یہ چیزیں) Realize کرنی پڑیں گی۔اگر تو یہ شرافت سے حکومت چلائیں گے تو دنیا کے ساتھ کچھ دیر چلتے رہیں گے۔لیکن جو ان کی شدت پسندی کی سوچ ہے اس سے بظاہر یہی لگتا ہے کہ کچھ عرصے کے بعد دوبارہ وہاں فساد پیدا ہوں گے۔اور ان لوگوں میں سے خود ہی لوگ اٹھیں گے۔بلکہ اب بھی جس طرح طالبان نے آتے ہی افغانستان کے جھنڈے کو نیچے گرا کر اپنا طالبان کا جھنڈا لہرا دیا۔یہ کوئی ملک فتح تو نہیں کیا تھا۔افغانستان کا جھنڈا تو رہنا چاہیے تھا۔اس پر لوگوں نے react کیا،اور جلوس بھی نکالے اور اس کے خلاف افغانستان کا جھنڈا بھی لہراتے رہے،جس کے نتیجے میں یہی خبریں ہیں کہ طالبان نے ان پر فائرنگ بھی کی، کچھ لوگ بھی مرے۔تو فساد اور فتنہ تو ابھی بھی پڑا ہوا ہے۔دنیا پر اس کا کیا اثر ہونا ہے؟ہاں ملک پر یہ اثر ہوگا کہ وہاں فتنہ فساد پہلے سے بڑھ جائے گا۔اگر یہ طالبان اپنی پالیسی کو چینج کر کے امن اور صلح اور صفائی کی پالیسی پر عمل نہیں کریں گے تو باقی دنیا کی جو قومیں ہیں وہ دیکھیں گی،اگر دنیا کو محسوس ہوا کہ یہ دنیا کے لیے خطرہ ہے تو پھر وہاں دوبارہ کوئی نہ کوئی حکومت آئے گی اور قبضہ کرنے کی کوشش کرے گی پہلے رشیا(روس) تھا۔رشیا نکلا تو امریکہ نے قبضہ کرلیا۔اب امریکہ نکلا ہے تو شاید چائنا اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے وہاں دخل اندازی کرے پھر بعض اور دوسرے ملک آئیں گے جو دخل اندازی کریں گے۔اس ریجن کی اہمیت کی وجہ سے بین الاقوامی سیاست میں تھوڑی سی تبدیلی پیدا ہوگی کہ افغانستان میں کسی کا قبضہ رہے۔لیکن یہ سب depend کرتا ہے، کہ طالبان کس طرح Behave کرتے ہیں؟ آگے دیکھو کیا ہوتا ہے؟ پھر پتہ چلے گا کہ کیا صورت حال بنتی ہے؟ دو چار مہینے گزرنے دو۔ساری صورتحال واضح ہو جائے گی۔

ایک اور خادم نے سوال کیا کہ کچھ سائنٹسٹ کا خیال ہے کہ کرونا کی وبا کی وجہ سے انسان کی نفسیات Negtive ہو رہی ہے۔اور (کرونا (اثر انداز ہو رہا ہے۔پیارے حضور آپ کا اس بارے میں کیا نظریہ ہے؟اور اس سے آپ کی زندگی میں کیا تبدیلی آئی ہے؟

حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میری زندگی میں تو کوئی تبدیلی نہیں آئی۔scientist اس لیے کہتے ہیں کہ جو لوگ دنیاداری کی سوچ رکھنے والے ہیں۔جن کا کلبوں میں جائے بغیر گزارا نہیں ہے، جن کا شراب اکٹھے بیٹھ کے پیے بغیر گزارا نہیں ہے، جن کا ہاہو کیے بغیر، ناچ گانا کیے بغیر گزارا نہیں ہے۔ان پر جب پابندیاں لگی ہیں تو وہ پریشان ہو گئے۔ویسے بھی کوئی بھی بیماری جب آتی ہے اور وسیع پیمانے پر پھیل جاتی ہے۔pandemic ہو جاتی ہے اور ساری دنیا اس میں involve ہو جاتی ہے۔ایک نفسیاتی اثر یہ پڑتا ہے کہ پتا نہیں ہم بچیں گے یا نہیں بچیں گے۔لیکن اگر انسان کو یہ پتہ ہو کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور جو احتیاطی تدابیر اللہ تعالیٰ نے کہی ہوئی ہیں ان کو اختیار کرنا چاہیے اور جو میسر علاج ہے وہ کرنے چاہیں۔تو پھر دنیا کی بعض چیزیں نہ ملنے کی وجہ سے،بعض activities نہ ہونے کی وجہ سے،یا Routine تبدیل ہونے کی وجہ سے ایک معمولی پریشانی تو ہوتی ہے۔لیکن اتنا زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں،اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جلد حالات بدلے اور اگر دنیا والے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں،تو یہ جو ڈپریشن والی بیماری ہے۔اگر کسی کو اس pandemic کی وجہ سے ہے،تو وہ بھی دور ہو جائے گی۔اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے تو اس میں زیادہ سے زیادہ اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔لیکن دنیا دار اس طرف رجوع نہیں کرتے اس لیے وہ زیادہ متاثر ہوتے جاتے ہیں اور باقی جہاں تک میری Routine کا سوال ہے تو سوائے اس کے کہ ملاقاتیں بند ہوگئی جو آمنے سامنے ہوا کرتی تھیں۔اس کے علاوہ تو میری Routine میں کوئی فرق نہیں پڑا۔مجھے تو صبح سے لے کر شام تک کام سے فرصت ہی نہیں ملتی۔مجھے پتا بھی نہیں چلتا کہ باہر pandemic پھیلا بھی ہوا ہے کہ نہیں۔اور وہ جو تھوڑی بہت کمی تھی ملاقاتوں کی تو وہ اس طرح virtual ملاقات کر کے اس کمی کو پورا کر لیتا ہوں۔کم از کم ہفتہ میں دو دن تو اس طرح گزر جاتے ہیں۔باقی مصروفیت بھی ہوتی ہے اور دفتری ملاقاتیں بھی چل رہی ہوتی ہیں۔باقی خط و کتابت بھی چل رہی ہوتی ہے، ڈاک بھی چل رہی ہوتی ہے، سب چل رہا ہے۔اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ اتنی دنیا میں پھیلی ہوئی ہے کہ اس کے کاموں کو دیکھنا، نگرانی کرنا،تو وقت کا پتہ ہی نہیں لگتا کہ کس طرح گزر گیا۔وقت تھوڑا لگتا ہے اور کام زیادہ۔

ایک اور خادم نے سوال کیا کے آپ کو اپنی مصروفیات مشکل لگتی ہیں؟

حضور نے فرمایا ظاہر ہے، کام جو ہے۔اگر صحیح طرح کام کرنا ہو تو مشکل ہوتی ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ اسے آسان کر دیتا ہے۔اور کام ہو جاتا ہے۔تقریباً روز کا روز کام میں نکال ہی لیتا ہوں۔باقی پھر بھی فکر یہ رہتی ہے، کہ جو حق ہے کام کرنے کا وہ ادا ہو جائے۔اگر نہیں ادا ہوا تو۔کہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نہ ہو۔تو اس لحاظ سے مشکل ہوتی ہے۔باقی ہر کام اگر سنجیدگی سے انسان نے کرنا ہو اس کے لئے مشکل ہی ہوتا ہے۔محنت کرنی پڑتی ہے۔

ایک خادم نے سوال کیا... آج کل کرونا کی وبا جو چل رہی ہے اس سے گھروں میں بھی بہت سے مسئلے ہوئے ہیں (مثلاً) ایک دوسرے سے لڑائیاں (وغیرہ) تو اس کا کیا حل ہے؟

حضور نے فرمایا !اس کرونا کی وبا میں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہیے۔اگر یہ وبا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ہے،تو تب بھی آپس میں محبت اور پیار قائم ہونا چاہیے۔اور اللہ تعالیٰ سے معافی اور توبہ مانگنی چاہیے۔آپس میں صلح صفائی کی فضا پیدا کرنی چاہیے۔تا کہ اللہ تعالیٰ اس ابتلاء کو دور کر دے،اس وبا کو ہم سے دور کر دے۔اور اگر یہ امتحان ہے تو تب بھی دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس امتحان میں کامیاب کر دے اور آپس میں محبت اور پیار پیدا ہو۔اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ایک دوسرے کا خیال رکھو۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، کہ اللہ تعالیٰ حقوق العباد کی طرف بہت توجہ دلاتا ہے۔اللہ تعالیٰ بعض دفعہ اپنا حق معاف کر دیتا ہے، چھوڑ دیتا ہے۔لیکن اگر تم بندوں کا حق ادا نہیں کرتے تو وہ معاف نہیں کرتا۔اگر خاوند بیوی کا حق ادا نہیں کر رہا اور بلاوجہ لڑائیاں کر رہا ہے،ابھی میں نے اتنا لمبا خطبہ دیا ہے۔تقریر کی ہے،لجنہ کے جلسے پر، تو گنہگار ہے اور بیوی خاوند کا حق ادا نہیں کر رہی اور بلاوجہ لڑائیاں کرنے کی کوشش کر رہی ہے تو وہ بھی حق ادا نہیں کر رہی۔اگر بہن بھائی آپس میں لڑ رہے ہیں تو وہ بھی حق ادا نہیں کر رہے اور اگر باپ بچوں کے ساتھ صحیح سلوک نہیں کر رہا تو وہ بھی حق ادا نہیں کر رہا،اگر ماں چڑچڑی ہوگئی ہے۔اور بچوں کو تنگ کر رہی ہے تو (وہ بھی حق ادا نہیں کر رہی) ایسے حالات میں تو سب کو ایسی طاقت بن جانا چاہیے جو اکٹھی ہو۔تو پھر ہی اللہ تعالیٰ کے فضل بھی جذب ہوتے ہیں۔ٹھیک ہے حالات کی وجہ سے باہر نہیں نکل سکتے, وہ نہیں کر سکتے, لیکن اتنے بھی حالات کوئی نہیں ہیں۔تم لوگ سارے گھر والے کونسی اتنی پابندی کرتے ہو۔

کرونا کی وجہ سے کام تھوڑا سا اوپر نیچے ہوگیا۔لیکن (آپ لوگ) بازاروں میں بھی نکل جاتے ہو،سڑکوں میں بھی پھر رہے ہوتے ہو،پارکوں میں بھی چلے جاتے ہو،باپ کا جہاں دل چاہتا ہے وہ بھی اپنے دوستوں میں گپیں مارنے چلا جاتا ہے،جہاں ماں کا دل چاہتا ہے وہ بھی اپنی سہیلیوں میں چلی جاتی ہے گپیں مارنے،اور جہاں تم لوگوں کا دل کرتا ہے تم لوگ بھی چلے جاتے ہو۔تم لوگ اتنی تو پابندی نہیں کر رہے ہو۔سو فیصد پابندی کر رہے ہوتے تو وبا پہلے ہی ختم ہو جاتی۔ہاں بعض Restrictions کی وجہ سے بعض دفعہ نفسیاتی اثر ہو جاتے ہیں۔لیکن اس کا طریقہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس بیماری کو دور کرے،اور Restrictions ختم ہو جائیں،اور اللہ تعالیٰ ہم سب پر فضل فرمائے۔یہ تو دعاؤں کی طرف توجہ کی ضرورت ہے اور یہ Realize کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے ایک دوسرے کے حق کس طرح ادا کرنے ہیں۔وہ کرو گے تو گھر میں سکون ہوگا یہ تو عام حالات میں بھی ہے، کرونا تو بہانہ بن گیا۔پہلے تو باپ جو تھا وہ گھر سے باہر رہتا تھا سارا دن تو پتہ نہیں لگتا تھا کہ اس کا مزاج کیسا ہے؟لیکن اب کیونکہ وہ گھر میں رہتا ہے تو اس کی سختیاں بچوں کو بھی جھیلنی پڑتی ہیں،اور بیوی کو بھی،اور اس لیے تم کہتے ہو کہ ابا نے ایسے کر دیا،ابا نے ایسے کر دیا، ایسے کر دیا،یا اماں چڑچڑی ہوگی۔پہلے تم لوگ بھی باہر گھومتے رہتے تھے۔اب ذرا کم گھومتے ہو لیکن یہ مجھے پتا ہے کہ گھومتے ہو۔پس دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں بچالے۔آمین

حضرت صاحب نے اس کے بعد صدر صاحب خدام الاحمدیہ سے سے فرمایا کہ یہاں (اس اجتماع میں) کتنے لوگ ہیں؟ توموصوف نے جواب دیا کہ حضور میں نے نشست سے پہلے حاضری کا پتہ کروایا تھا تو حضور پندرہ سو افراد تھے اس پر پیارے آقا نے فرمایا کہ، اس وقت میں ہوں تو اور بھی لوگ آگئے ہیں بعد میں، اضافہ ہوا ہے کافی۔ اور (یہ) پروگرام کھلے میدان میں ہورہے ہیں۔ یہ دو سال کے بعد اجتماع ہو رہا ہے؟ جی حضور! فرمایا۔ اجتماع ہو رہا ہے، تو اس کا تو تب ہی فائدہ ہے، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جب آپ لوگ اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ آپ کا مقصد کیا ہے؟ انسان کو اگر اس کا مقصد نہ پتہ ہو تو کوئی فائدہ نہیں۔ زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ میں نے انسانوں کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اور ایک احمدی مسلمان کو یہ پتہ ہونا چاہیے کہ یہی اس کی زندگی کا مقصد ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے اور یہ جو اجتماعات ہیں یا تربیتی اجلاسات ہیں یا gathering ہے، یا کچھ عرصے کے بعد آپ کا جلسہ ہو رہا ہے تو یہ سب باتیں اس لئے ہیں، تا کہ انسان کی روحانی و اخلاقی حالت اچھی ہو، اور علمی حالت اچھی ہو۔ اور علم حاصل کرنے کے بعد اگر اس کو اپلائی نہیں کرتے اپنے اوپر۔ اور اس پر عمل نہیں کرتے۔ تو ان جلسوں کا پھر کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس لیے کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کہ جو کچھ یہاں سے سیکھیں اس پر عمل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق میں مضبوطی پیدا کرنے والے ہوں۔ تقویٰ کے معیار کو بڑھانے والے ہوں۔ نمازوں کی طرف توجہ کرنے والے ہوں یہی ایک احمدی کی خاص نشانی ہے اور ہونی چاہیے۔ آپ کے اخلاق اچھے ہوں۔ تا کہ دوسرے بھی دیکھ کر آپ کو یہ کہیں کہ ہاں یہ ایسے لوگ ہیں جن کے اعلیٰ اخلاق ہیں۔ اور یہ لوگ حقیقی مذہب کی تصویر پیش کرتے ہیں۔ اور اب گزشتہ دنوں جرمنی میں سیلاب آیا۔ اور سیلاب کے دنوں میں خدام الاحمدیہ نے بڑی خدمت کی ہے۔ اور لوگوں نے آپ کی خدمت کو بہت سراہا ہے اور اللہ تعالیٰ ان سب خدام کو بھی جزا دے، جنہوں نے خدمت کی۔ اور اس کا نیک اثر بھی لوگوں پر پڑا۔ یہ نیک اثر صرف دنیاوی لحاظ سے نہ ہو، بلکہ دینی لحاظ سے بھی نیک اثر ہونا چاہیے اور انہی علاقوں میں فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ ویسے بھی جاتے رہیں۔ وہاں اب خدمت ایک دفعہ کر لی ہے اب وہاں پیار محبت اور امن کا پیغام بھی پہنچاتے رہیں تا کہ آپ کے وہاں سے رابطے وسیع ہوں۔ لوگوں کے دل اس وقت نرم ہیں ان علاقوں میں آپ کے لیے اور ان کی نرمی سے فائدہ اٹھائیں اور یہی ایک حقیقی مومن کی نشانی ہے کہ وہ ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے اسلام کے حقیقی پیغام کو پہنچانے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین

سالانہ اجتماع جرمنی میں شامل طلباء کی حضرت صاحب سے آن لائن شرف ملاقات

حضرت صاحب نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ جرمنی کو مخاطب کرتے ہوئے موسم کی صورت حال پر فرمایا کہ۔ کل آپ کے ایک لڑکے نے کہا تھا کہ گرمی بڑی ہے، ٹھنڈ ہو جائے۔ تو آج بارش ہو گئی ہے، اور اب مشکل پڑ گئی ہے، (وہ جو) پیچھے بیٹھے ہوئے (ان کی تو) چھتریوں پر چھتریاں کھل رہی ہیں اور آپ بغیر برساتی کے ہیں، اور نہ چھتری لی ہے۔۔ اگلوں کو بارش نہیں پڑ رہی۔ جس پر صدر صاحب نے کہا کہ حضور ابھی تو کسی قسم کی دشواری نہیں ہے اور ان شاء اللہ ہم بیٹھے رہیں گے بارش جیسی بھی ہو۔ (حضور خدام کو) چھوٹی چھوٹی پلاسٹک کی جیکٹس دی ہیں۔ وہ بھی اگر (بارش) بہت زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن اللہ کرے کہ اس کی ضرورت نہ پڑے۔ جس پر حضور نے فرمایا ابھی تھوڑی تھوڑی پھوار پڑ رہی ہے؟ تو صدر صاحب نے کہا کہ جی حضور الحمد اللہ اچھا محسوس ہو رہا ہے حضور نے فرمایا۔ اچھا پھر اس لڑکے کی دعا قبول ہوگئی ہے جو کہہ رہا تھا کہ دعا کریں کہ بارش ہو جائے، موسم اچھا ہو جائے۔ دیکھتے ہیں اچھے موسم میں کتنا صبر ہے؟

ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور خاکسار رہنمائی چاہتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کابل کے متعلق جو پیشگوئی فرمائی، جس پر پیارے آقا نے کل روشنی بھی ڈالی ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا سرزمینِ کابل کو کبھی امن نصیب ہو گا ؟اور کیسے؟

حضور نے فرمایا! سرزمینِ کابل میں اس وقت امن ہو گا جب یہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے فرستادے کی بات کو سنیں گے اور جو انہوں نے ظلم کئے ہیں اس کا مداوا کریں گے۔ اس کا مداوا یہی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں جس امام کو بھیجا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس غلام کو بھیجا ہے تا کہ دین کی نئے سرے سے اشاعت کرے اور دنیا میں پھیلائے۔ اس کو مانیں گے۔ تو پھر دنیا میں امن قائم ہو گا۔ اور یہی شرط کابل کے لئے ہے نہیں تو اسی طرح لڑائیاں اور فساد ہوتے رہیں گے اور عمومی طور پر یہی حال مسلم امہ کا بھی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی بات کو نہ مانیں، اور صرف مانے نہیں، بلکہ اس کی سخت مخالفت بھی کریں، اور نفی بھی کریں اور اپنا دین، (یعنی) مرضی کا دین پھیلانے کی کوشش کریں (گے)۔ کہیں Blasphemy Law کو کہہ دیں کہ یہ ہوتا ہے۔ اور کہیں اپنی مرضی سے کچھ اور کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم ظلم نہیں کریں گے۔ قرآن شریف میں تو لکھا ہے کہ ایک کلمہ گو مومن کی جان لینا تمہیں جہنم میں لے جائے گی اور یہ مسلمانوں کو مارتے چلے جا رہے ہیں۔ یہاں جو انقلاب ہوا ہے، جسے یہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ جیسا انقلاب ہو گیا ہے۔ یہاں کون سے کافر تھے؟ وہ تو مسلمان ہیں جن پر تم لوگوں نے قبضہ کیا۔ فتح مکہ کہاں سے ہو گی؟ اس طرح تو پھر امن قائم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو مانیں گے تو امن ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی مخالفت کو بند کریں گے تو امن قائم ہو گا۔ اور ہمارا کام یہی ہے کہ اس پیغام کو پہنچاتے رہنا اور کوشش اور دعا بھی کرتے رہنا کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ ان لوگوں کو عقل آجائے۔ اور یہ ماننے والے ہوں، اور کم از کم اپنے رویوں کو ٹھیک کرنے والے ہوں، ظلموں کو ختم کرنے والے ہوں۔ پھر بھی امن کی کوئی گنجائش ہے اور پھر اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بھی ہے وہ معاف کرتا ہے۔

ایک اور خادم نے سوال کیا کے، حضور اگر (ان شاءاللہ) آپ کو دوبارہ موقعہ ملے ربوہ جانے کا، تو وہ کون سی جگہ ہو گی جہاں آپ سب سے پہلے جانا پسند فرمائیں گے؟

حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا موقعہ پیدا کروا دو۔ پھر میں تمہیں ساتھ لے جاؤں گا، (اور تم) ساتھ جا کے خود ہی دیکھ لینا۔ ظاہر ہے کہ پہلے انسان جب ربوہ جاتا ہے جو بزرگ ہیں جن کو ہم چھوڑ کے آئے اور جو وہاں رہے جنہوں نے ربوہ آباد کیا ان کی یادیں ہی ربوہ سے وابستہ ہیں۔ تو عموماً یہی ہوتا ہے کہ انسان پہلے ان بزرگوں کے مزاروں پر، ان کی قبروں پر، حاضری دے کر ان کے لیے دعا کرتا ہے۔ اور پھر پورے شہر کے لیے دعا کرتا ہے اور پھر اپنے کاموں میں مصروف ہو جاتا ہے۔ تو ربوہ جا کر جس طرح ہم قادیان جاتے ہیں، تو پہلے جاتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر جاتے ہیں۔ کوشش یہی ہوتی ہے۔ اگر مکہ مدینہ جائیں اور مدینہ جائیں تو سب سے پہلے روزہ مبارک پر ہی جاتے ہیں۔ تو یہاں بھی بزرگ جہاں دفن ہیں، جنہوں نے ربوہ کو آباد کیا اور ربوہ کو سینچا۔ ربوہ کو بنایا تو ان کی یادیں وابستہ ہیں۔ تو پرانے بزرگوں کی یادیں تازہ کرنا کیلئے اور ان کے لئے دعا کرنے کے لئے عموماً تو یہی ہوتا ہے کہ وہاں جایا جائے۔ باقی اس وقت حالات کیا ہوں گے؟ جب ہوں گے تو دیکھ لیں گے۔ اور اگر موقع ملے تو میرے ساتھ آجانا۔

ایک خادم نے سوال کیا کے اگر خواب میں کوئی خلیفہ نظر آئے تو اس سے یہ تعبیر کی جا سکتی ہے کہ یہ سچی خواب ہے؟

حضور نے فرمایا! کہ یہ تو پتا نہیں کہ سچی خواب ہے کہ غلط ہے۔ بعض دفعہ سوچ سوچ کر بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن ناموں کی تعبیر ہوتی ہے۔ خلفاء کے نام بھی اچھے ہیں، اور نیک خواب ہے اور نیکی کی بات کر رہے ہیں تو وہ سچی خواب ہو گی۔ وہ تو سیاق و سباق سے پتہ لگتا ہے کہ آگے پیچھے جو خواب کے ہے وہ کیا ہے؟ کس طرح کی ہے؟ مختلف خوابوں کی مختلف تعبیریں ہوتی ہیں۔ صرف ایک چیز کو دیکھ لینا تو (کوئی) بات نہیں ہے۔ بعض خوابیں ناموں کے حساب سے ہوتی ہیں ان کی تعبیر ہو جاتی ہے۔ بعض (دفعہ) جو حالات اس وقت خواب میں پیش آرہے ہوتے ہیں، نظر آرہے ہوتے ہیں، ان کے حساب سے بھی (تعبیر) ہوتی ہے تو یہ depend کرتا ہے۔ اب کوئی کہہ دے کہ اسے فلاں خلیفہ نظر آیا ہے، اور اس نے کہا ہے کہ تم نمازیں پڑھنی چھوڑ دو، تو وہ تو جائز نہیں ہے۔

ایک لطیفہ ہے ہمارے ایک بزرگ ہوتے تھے۔ ان کا ایک اکلوتا بیٹا تھا جو بڑھاپے میں پیدا ہوا۔ نماز پڑھنے میں بہت سست تھا۔ تو وہ اپنے اباجی کو کہتا تھا (جو کہ) بڑے امیر آدمی تھے بڑے لینڈ لارڈ تھے، وہ احمدی ہوئے۔ بہت بڑی سیاسی پارٹی کے خاندان سے تھے۔ وہ تعلیم دلوانے کے لیے اپنے بیٹے کو ربوہ میں لے آئے (انکی) بیوی فوت ہوگئی (ہوئی) تھی اور بیٹا ان کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک دن بیٹا اٹھ کے کہتا ہے، اباجی خلیفہ ثانی میرے خواب میں آئے انہوں نے کہا بچے تم نمازیں نہ پڑھا کرو۔ تو وہ بزرگ بڑے ہوشیار تھے انہوں نے کہا بیٹا۔ دروازے کی طرف پہلے پلنگ ان کا تھا اور اس سے آگے دیوار کی طرف ان کے بیٹے کا ہوتا تھا۔ کہتے بیٹا (پنجابی میں) «او جو میری منجی ٹپ کے تیرے کول آئے میرے کان وچ کیوں نہ کہہ گئے» (یعنی) میرا پلنگ پھلانگا انہوں نے اور تمہارے پاس گئے کہنے کے لیے کہ نمازیں نہ پڑھا کرو تو میں دروازے کے قریب تھا میرے کان میں کہہ جاتے کے نمازیں نہ پڑھا کرو۔ تو اس طرح کی باتیں depend کرتی ہیں، کہ خواب بنائی ہوئی ہے یا واقعی حقیقی خواب ہے۔ اور بعض دفعہ بندہ جو باتیں سوچتا ہے، وہ اس کے خیالات میں آجاتی ہیں جس کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ تو جہاں تک کسی خلیفہ کے آنے کا تعلق ہے اگر وہ نیکی کی باتیں بتا رہا ہے تو خواب جائز ہے، ٹھیک ہے، اچھی ہے، سچی ہے۔ اور اگر اس کی طرف غلط بات منسوب کر رہے ہو تو وہ خواب غلط ہے۔ یہ تو انسان کی سوچ پر انحصار کرتا ہے۔

جیسے جیسے کلاس کا وقت آگے بڑھ رہا تھا تو بارش تیز ہونا شروع ہوگئی، لیکن خدام خلیفۃ المسیح کی طرف سے ملنے والی رہنمائی کو مکمل توجہ سے بیٹھے ہوئے سن رہے تھے۔ اور حضور نے اس ڈسپلن اور صبر پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

صدر صاحب! ماشاء اللہ خدام نے ساری بارش اپنے اوپر لے لی ہے۔ یہ میں نے دیکھ لیا کہ ماشاء اللہ آپ کے خدام میں صبر اور حوصلہ ہے۔ کم از کم اتنی طاقت ہے، اتنا اظہار ہے، کہ بارش کو برداشت کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ مزید ان میں قوتِ برداشت اور طاقت بھی پیدا کرے۔ اور یہ حقیقت میں دین کے خادم بننے والے ہوں، اور اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں جو خدام الاحمدیہ کا مقصد ہے۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا جو عہد باندھتے ہیں اس پر عمل کرنے والے ہوں۔ اور خلافت کی حفاظت کرنے والے ہوں اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس بارے میں کوشش بھی کریں۔ اپنے دینی علم کو بھی بڑھائیں اور اسلام اور احمدیت کا پیغام بھی اپنے ملک میں پھیلانے والے ہوں اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اس کے بعد حضور نے صدر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، کچھ کہہ رہے ہیں؟ جس پر صدر صاحب نے کہا۔ حضرت اقدس کی خدمت میں ایک درخواست تھی کہ ہمارے اجتماع کی تمام سرگرمیاں اب مکمل ہو چکی ہیں۔ حضور نے فرمایا علم انعامی میں دیکھ رہا ہوں مجھے علم انعامی نظر آرہا ہے، آپ علم انعامی تقسیم کر دیں گے۔ میں تو ٹی وی سکرین کے اندر سے ہاتھ بڑھا کر علم انعامی پکڑا نہیں سکتا۔ حضور نے صدر صاحب سے فرمایا۔ کیا کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ جس پر صدر صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ حضور اگر آپ اپنی شفقت کی نظر ان خدام پر جنہوں نے انعام حاصل کیے ہیں ایم ٹی اے اگر ان کو دکھا دے اس پر حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا دکھا دو۔ ایم ٹی اے علم انعامی پکڑنے والوں پر شفقت کی نظر ڈال دے۔

خدام الاحمدیہ میں مجلس Hanover نے علم انعامی حاصل کیا۔ اور اطفال الاحمدیہ میں مجلس Munster نے علم انعامی حاصل کیا۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور یہ صرف علم انعامی ہی نہ ہو، بلکہ علم انعامی لینے کے بعد پہلے سے بڑھ کر دین کی خدمت کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے ہوں، اور احمدیت کا نام روشن کرنے والے ہوں۔

نمازجنازہ حاضرو غائب

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 11؍ستمبر 2021ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر دو مرحومین کی نماز جنازہ حاضر اور درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ان مرحومین کے تمام پسماندگان ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے تعزیت قبول فرمائیں۔

نماز جنازہ حاضر:

1- **مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب آرکیٹیکٹ (یوکے)** 8 ستمبر 2021 کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی۔ فرقان فورس میں خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔ 1962ء میں انگلستان شفٹ ہو گئے اور مسجد فضل کے قریب رہائش اختیار کی۔ ابتدا سے ہی نیشنل عاملہ میں خدمت بجالاتے رہے۔ سیکرٹری ضیافت، سیکرٹری جائیداد کے علاوہ جلسہ سالانہ پر Maintenance، ہیلتھ اینڈ سیفٹی اور بعض دیگر شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ اسلام آباد کی خرید کے بعد اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے جو آرگنائزنگ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس کے بھی آپ ممبر تھے۔ جب ایم ٹی اے کا اجراء ہوا تو اس کے ٹرانسمیشن رومز اور سٹوڈیوز کی تیاری میں بھی آپ کو کام کرنے کا موقعہ ملا۔ آپ نے IAAAE کے تحت مختلف ممالک میں مساجد کی تعمیر اور ڈیزائننگ کے لئے متعدد ممالک کے سفر بھی کئے اور کئی کئی ماہ وہاں رہ کر تمام پراجیکٹس پر کام کیا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، دعاگو، شریف النفس، منکسر المزاج ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ باوجود بیماری کے آخر دم تک خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

2- **مکرم مقصود احمد قمر صاحب (آف بولٹن۔ یوکے)** آپ چند ماہ قبل پاکستان گئے تھے اور کرونا کی وجہ سے واپسی میں تاخیر ہوتی رہی۔ گزشتہ دنوں ننکانہ صاحب کے قریب اپنی زمینوں سے واپسی کے وقت کسی نے فائرنگ کی جس سے ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ بچپن سے ہی بہت ہر دلعزیز شخصیت کے حامل تھے۔ اپنے گاؤں میں ہر طرح کے فلاحی کاموں میں حصہ لیتے تھے۔ اپنے علاقے کے مانے ہوئے کبڈی کے کھلاڑی تھے۔ لاہور ڈویژن کی طرف سے جماعتی کھیلوں میں خاص کر کبڈی میں باقاعدہ حصہ لیتے تھے۔ بچپن ہی سے بہت نڈر اور بہادر تھے۔ آرمی میں گئے تو بہت سے اور نوجوانوں کو بھی بھرتی کروایا۔ 2013ء میں نائب صوبیدار کے عہدے سے ریٹائر ہوئے اور 2014ء میں یوکے آ گئے اور یہاں بولٹن جماعت کے فعال ممبر تھے۔ ایک نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت سے تعلق اور محبت آپ کی رگ رگ میں بسی تھی۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

1- **مکرم میاں محمد افضل زاہد صاحب (معلم سلسلہ)** 30 اگست 2021 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ چک سکندر ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ آرمی سے ریٹائر ہونے کے بعد زندگی وقف کی اور یکم مئی 2001 سے ضلع گجرات، قصور، اوکاڑہ، لاہور اور راولپنڈی میں خدمت کی توفیق پائی۔

15 اگست سے دفتر میں خدمت بجالا رہے تھے۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا حضرت میاں عبد العظیم صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے آئی۔ جنہوں نے 1901ء میں بیعت کی تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹوں اور چار بیٹیوں سے نوازا۔ ان کے ایک بیٹے عزیزم فاران احمد اس وقت جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہیں۔

2- **مکرم الحاج محمد افضل خان ترکی صاحب (کنگسٹن۔ یوکے)** 2 ستمبر 2021 کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ الحاج محی الدین خان صاحب کے بیٹے اور الحاج بہاؤالدین خان کے پوتے تھے۔ مرحوم کے والدین آپ کی کم عمری میں ہی وفات پا گئے تھے۔ لہٰذا آپ اپنے آبائی علاقہ سے نکل کر کشمیر کی طرف چلے گئے۔ ٹی آئی ہائی سکول ربوہ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ 1949ء میں آپ کینیا چلے گئے اور 1965ء میں وہاں سے یوکے آ گئے۔ احمدیت میں شمولیت کو خدا تعالیٰ کا خاص فضل سمجھتے تھے۔ آپ خلافت سے عقیدت کا تعلق رکھنے والے ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ ایک اچھے شاعر بھی تھے اور آپ کو متعدد بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی موجودگی میں اپنا کلام پیش کرنے کا موقع ملا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

3- **مکرم محمد عظیم قریشی صاحب (یوایس اے)** 23 دسمبر 2020 کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد مکرم محمد شفیع صاحب مرحوم نے 14 سال کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ 1956ء میں والد کے ساتھ مل کر ربوہ میں الکیمسٹ کے نام سے دوائیوں کی دوکان کھولی۔ چھوٹی عمر سے ہی مختلف جماعتی خدمتوں کی توفیق پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی حفاظت خاص کی ٹیم کے ممبر بھی رہے۔ راولپنڈی میں مجلس کے قائد اور پھر پانچ سال تک قائد ضلع اسلام آباد بھی رہے۔ اگرچہ آپ کا بہت اچھا کاروبار تھا مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی ہدایت پر 1981ء میں امریکہ منتقل ہو گئے۔ امریکہ میں آپ نے نیشنل آڈیٹر کے علاوہ لوکل سطح پر مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ صوم صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، نظام جماعت اور خلافت کے اطاعت گزار، بہت محنتی، زندہ دل اور ایک خدا ترس انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔

4- **مکرم عبد الرشید منگلا صاحب** 29 اگست 2021 کو 75 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے نصرت جہاں سکیم کے تحت 1980 تا 1986 تک گیمبیا میں بطور مشنری ٹیچر خدمت کی توفیق پائی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد نصرت جہاں اکیڈمی میں تین سال تک پڑھاتے رہے۔ آپ نے مختلف جماعتی عہدوں پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب مرحوم (سابق پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ) رشتہ میں آپ کے ماموں لگتے تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم اکرام منگلا صاحب (مربی سلسلہ) خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

5- **مکرم منور احمد صاحب ابن مکرم عبد الرحمٰن صاحب مرحوم** 28 جون 2021 کو 55 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا تعلق بہت مخلص احمدی فیملی سے تھا۔ خود بھی جماعت کے ایک مخلص اور فعال رکن تھے۔ چک 151 میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ کے علاوہ صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

6- **مکرم ظفر علی مرزا صاحب (لیسٹر۔ یوکے)** 28 اگست 2021 کو 93 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم لیسٹر جماعت کے ابتدائی ممبران میں سے تھے۔ مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ پارٹیشن کے دوران اپنے والد کے ساتھ جماعتی اموال کو باحفاظت قادیان سے پاکستان منتقل کیا اور قادیان کے پاکیزہ ماحول کے متعلق اکثر بتایا بھی کرتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ اور چیریٹی کے کاموں میں حصہ لیتے تھے۔ خلافت سے عقیدت کا گہرا تعلق تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

ایڈیٹر کے نام خطوط

- **مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر تحریر کرتے ہیں:**

آج 10 ستمبر 2021ء (جمعہ) کے شمارے میں ابوسدید صاحب کا محققہ و مرتبہ مضمون برصغیر کے حاذق اور ماہر طبیب (یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) بہت پسند آیا ہے۔

یہ وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
میں وہ دیتا ہوں اگر کوئی ملے امید وار

- **مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا سے لکھتی ہیں:**

الحمد للہ ثمّ الحمد للہ! ''کتاب تعلیم کی تیاری'' کی دس اقساط روزنامہ الفضل آن لائن کی زینت بن چکی ہیں۔ اگلی اقساط کا بھی بیتابی سے انتظار رہے گا۔ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام کی معرکہ آرا تحریرات ہوں یا آپ کے ایمان افروز اور دلوں کو گرما دینے والے ملفوظات جو بھی سعید فطرت ان روحانی خزائن کا مطالعہ خلوصِ نیت سے کرتا ہے وہ ضرور روحانی و پاک تبدیلی اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ آپ نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

یہ وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
میں وہ دیتا ہوں اگر کوئی ملے امید وار

مدیر محترم! لاریب ہم احمدی بہت ہی خوش قسمت ہیں جنہیں امام الزّمان علیہ السّلام کو ماننے کا موقعہ ملا۔ آج خواہ دنیائے اسلام کے اندر نظر ڈالیں یا اس سے باہر کی دنیا پر ہر طرف بدامنی، افراتفری اور نفسا نفسی کا عالم ہے۔ مگر اس کے برعکس ہم افرادِ جماعت، خلافتِ احمدیہ کی ٹھنڈی چھاؤں تلے پیارے آقا سیدنا و امامنا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت ارشادات و فرمودات کی روشنی میں اپنی زندگیاں سنوار رہے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ اللہ تعالیٰ 'دینی اور دنیوی علوم سے مزیّن اخبار ''روزنامہ الفضل آن لائن'' کی تیاری میں حصہ ڈالنے والے تمام ممبران ٹیم کو بہترین جزا دے۔ آمین

- **مکرمہ ناصرہ احمد۔ بریمٹن کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:**

الفضل سے شروع ہی سے لگاؤ ہے۔ میں جب سیرالیون میں تھی تو مشن سے الفضل اٹھا کر گھر لے آتی جسے باقاعدگی سے پڑھتی اور پتا چل جاتا کہ دنیا بھر میں کیا ہو رہا ہے۔ اب آن لائن الفضل بہت مزے دار ہوتا جا رہا ہے۔ نت نئے علمی و تربیتی مضامین کے اضافے نے الفضل میں دلچسپی بڑھا دی ہے۔ ہمارے ہاں 7 بجے الفضل لانچ کر جاتا ہے اس کے بعد سب سے پہلا کام الفضل کا مطالعہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دن دوگنی رات چوگنی ترقی الفضل کو عطا کرتا رہے آمین۔

میرا اسی ماہ ایک آپریشن ہے۔ قارئین سے ہر طرح کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے اور کامل و عاجل شفاء کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

- **مکرمہ طاہرہ زرتشت منیر۔ ناروے سے لکھتی ہیں۔**

آپ کا پُرخلوص شفقت نامہ موصول ہوا۔ دلی خوشی ہوئی کہ آپ اپنے معمولی اور نکے لکھاریوں کو بھی یاد رکھتے ہیں۔ نیز اس بات سے خوب باخبر رہتے ہیں کہ کس کس نے اپنا فرض ادا کر کے وعدہ پورا نہیں کیا۔ اپنے میاں کو آپ کے ارشاد کے مطابق سلام پہنچا کر آپ کی طرف سے احوال بھی دریافت کر لیا ہے۔

اس بات کا مجھے شدید احساس ہے کہ گزشتہ تین ماہ سے خاکسار نے کچھ لکھا نہیں۔ اس لئے کہ تین جون 2021ء کو میرے میاں کے ساتھ حادثہ پیش آنے کے باعث میں بھی صدمہ ہی کی کیفیت میں رہی اور اب میں اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور پیارے آقا کی دعاؤں سے اس قابل ہوئی کہ اپنے کام سنبھال سکوں اور ذمہ داری نبھا سکوں۔ مجھے علم ہے کہ غم کی کیفیت میرا قلم زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ جبکہ بعض لوگ ایسی کیفیت میں زیادہ لکھتے ہیں۔ گذشتہ تین ماہ میں خاکسار نے کوئی ایک شعر بھی نہیں لکھا۔ جس کا مجھے خود بھی احساس ہے۔ اب کوشش کروں گی کہ کچھ نہ کچھ جلد لکھ کر بجھواؤں۔ آپ کے اخلاص اور حوصلہ افزائی کے لئے نہایت شکرگزار ہوں۔ الفضل ربوہ کی طرح الفضل آن لائن کا معیار بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بلند اور اعلیٰ ہو گیا ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

- **مکرمہ مریم رحمان لکھتی ہیں۔**

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی ساری ٹیم کو بہترین جزاء عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازے آمین۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے روز صبح ارشاد باری تعالیٰ، فرمان رسول ﷺ، حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم، فرمان خلیفہ وقت، دربار خلافت کے خزینے نصیب ہوتے ہیں'' This Week with Hazur '' کا تحفہ بہت اچھا لگا اس کا اب انتظار رہے گا۔ آپ کا اداریہ'' کرونا وائرس سے حفاظت اور سادگی اپنانے کی ضرورت'' آج کل کے حالات کے عین مطابق تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کرنے کی بھی توفیق دے۔ سارے مضامین بہت عمدہ ہوتے ہیں۔ آپ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول حضرت حکیم مولوی نور الدینؓ کی مبارک سیرت، خدمات بابت تفسیر قرآن کریم، آپؓ کے حکمت و علم کے معارف، آپؓ کی استحکام خلافت کے لئے خدمات، آپؓ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق کے مضامین پر روشنی ڈالنے کی درخواست ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے اخبار 'روزنامہ الفضل آن لائن لندن' کو اسی طرح کامیابیوں سے نوازتا چلا جائے اور سب کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق دے آمین۔

(نوٹ از ایڈیٹر: اللہ تعالیٰ نے آنمحترمہ کو علم اور قلم کے زیور سے آراستہ کر رکھا ہے۔ ادارہ آپ سے ہی اس اہم اور مبارک سلسلہ پر قلم اٹھانے کی درخواست کرتا ہے۔ سب سے اول حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے خطبات و خطابات سے بعض اہم تربیتی، علمی اقتباسات اور عرفان پر مشتمل نکات قسط وار بجھوانا شروع کریں۔ اللہ آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے بیان فرمودہ حقائق و معارف کو الفضل آن لائن کا حصہ بنانے کے لئے قارئین کرام سے بھی درخواست ہے۔)

☆☆☆

اعلان کامیابی و درخواست دعا

- مکرمہ قدسیہ نور والا۔ ناروے سے اعلان بجھواتی ہیں:

اللہ کے فضل اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے طفیل خاکسار کی بیٹی عزیزہ ماہرہ سحر کریم بنت مکرم ڈاکٹر مسرور احمد کریم نے نارویجین یونیورسٹی آف لائف سائنس NMBU)) سے انٹرنیشنل ریلیشن میں ماسٹر سائنس میں اپنا مقالہ A+ یعنی اے گریڈ میں پاس کیا ہے الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کے لئے یہ کامیابی دینی و دنیاوی لحاظ سے مبارک کرے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے، نیک نصیب کرے اور وقف کی روح کو سمجھنے اور بنھانے والا بنائے آمین ثم آمین۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

1۔۔۔اِنِّیۡ مَعَكَ یَا مَسۡرُوۡرُ

ترجمہ:اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں۔

2۔۔۔اِنِّیۡ مَعَكَ وَمَعَ اَھۡلِكَ۔اَحۡمِلُ اَوۡزَارَكَ

ترجمہ:میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔میں تیرے بوجھ اٹھاؤں گا۔

3۔۔۔میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔

(تذکرہ صفحہ 630)

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو دسمبر 1907ء کوخدا تعالیٰ کی مدد ونصرت کے الہام ہوئے تھے۔

حضرت مسیحِ موعودؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مکمل تائید کا ملنا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ سچے مامور من اللہ تھے۔بے شمار الہامات تائید ونصرت کے آپؑ کو ہوئے،اور وہ بتمام وکمال پورے بھی ہوئے۔ہر دشمن کے مقابلہ میں خدا نے آپؑ اور آپ کی جماعت کو سُرخرو فرمایا۔ خدا تعالیٰ کی ان تائیدات کا سلسلہ حضرت مسیحِ موعودؑ کے بعد آپؑ کی بیان کردہ قدرتِ ثانیہ یعنی خلافتِ احمدیہ کے ساتھ بھی جاری وساری ہے۔اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے یہ نظارے اب ہم اپنے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت عظیم دور خلافت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 8 ستمبر 1950ء کو وکٹوریہ روڈ میگزین لین کراچی میں نئی تعمیر شدہ بیت میں پہلا خطبہ جمعہ دیتے ہوئے نہایت پرشوکت انداز میں فرمایا:

’’حضرت مسیح موعودؑ… نے فرمایا کہ میں تو جاتا ہوں۔لیکن خدا تمہارے لئے قدرت ثانیہ بھیج دے گا……اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اور زبردست سے زبردست بادشاہ بھی اس سکیم اور مقصد کے راستہ میں کھڑا نہیں ہوسکتا۔جس مقصد کے پورا کرنے کیلئے اس نے حضرت مسیح موعود … کو پہلی اینٹ بنایا اور مجھے اس نے دوسری اینٹ بنایا۔ رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا۔ کہ دین جب خطرہ میں ہوگا۔تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کیلئے اہل فارس میں سے کچھ افراد کھڑا کرے گا۔حضرت مسیح موعود ان میں سے ایک فرد تھے۔اور ایک فرد میں ہوں۔لیکن رِجَالٌ کے ماتحت ممکن ہے کہ اہل فارس میں سے کچھ اور لوگ بھی ایسے ہوں۔ جو دین کی عظمت قائم رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کیلئے کھڑے ہوں۔‘‘

(الفضل 8 ستمبر 1950ء صفحہ 6 کالم 4)

اس روح پرور خطاب کے صرف چند روز بعد ہمارے امام عالی مقام سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی 15 ستمبر 1950ء کو ولادت ہوئی (قلمی نوٹ بک مرتبہ مولانا عبد الرحمٰن صاحب انور سابق پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح صفحہ 9 غیر مطبوعہ) اور چونکہ آپ کا مبارک ومقدس پاکیزہ وجود رِجَالٌ مِّنۡ فَارِس کا درخشندہ ثبوت وبرہان بننے والا تھا اس لئے آپ کا اسم گرامی مسرور احمد رکھا گیا جو حضرت مسیح موعود کا الہامی نام ہے۔چنانچہ آپؑ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دسمبر 1907ء کو الہام ہوا:

میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔ اِنِّیۡ مَعَكَ یَا مَسۡرُوۡرُ (یعنی اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں)۔

(بدر 19 دسمبر 1907ء صفحہ 5-4 و الحکم 24 دسمبر 1907ء صفحہ 4 تذکرہ طبع چہارم صفحہ 744)

مرسلہ:مریم رحمٰن

گھر سے باہر جانے کی دعائیں

- حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب میرے گھر سے نکلتے تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ اَنۡ اَضِلَّ اَوۡ اُضَلَّ اَوۡ اَزِلَّ اَوۡاُزَلَّ اَوۡ اَظۡلِمَ اَوۡ اُظۡلَمَ اَوۡ اَجۡھَلَ اَوۡ یُجۡھَلَ عَلَیَّ۔ (سنن ابی داوٗد۔ابواب النوم۔باب مایقول اِذاخرج من بیتہ، حدیث نمبر 5094)

(ترجمہ) اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں، یا لغزش کھاؤں یا پھسلایا جاؤں اور اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے یا جہالت برتوں یا میرے ساتھ جہالت برتی جائے۔

- حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ اَنۡ نَّزِلَّ اَوۡ نُزِلَّ اَوۡ نَظۡلِمَ اَوۡ نُظۡلَمَ اَوۡنَجۡھَلَ اَوۡ یُجۡھَلَ عَلَیۡنَا (سنن الترمذی۔کتاب الدعوات۔باب منہ،حدیث نمبر 3427)

اے اللہ! ہم تیری پناہ لیتے ہیں اس سے کہ ہمارے قدم (تیرے راستہ سے) خود ڈگمگائیں، یا ہم کسی اور کے قدم ڈگمگائیں اور اس سے کہ ہم کسی کو گمراہ کریں اور اس سے کہ ہم (کسی پر) ظلم کریں، یا ہم پر ظلم کیا جائے، یا ہم (کسی کے ساتھ) نادانی (بدتمیزی) کریں، یا ہم پر نادانی (بدتمیزی) کی جائے۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

اندھا کون ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اندھے سے مراد وہ ہے جو روحانی معارف اور روحانی لذات سے خالی ہے۔‘‘(ملفوظات جلد 1 صفحہ 18 سن اشاعت 2018ء یوکے)

مرسلہ: شیخ مجاہد احمد شاستری۔قادیان

طلوع وغروب آفتاب

25 ستمبر 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	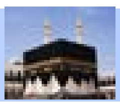	04:54	18:14
مدینہ منورہ	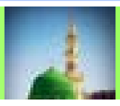	04:54	18:15
قادیان	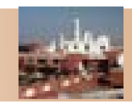	04:57	18:21
ربوہ	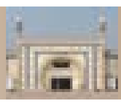	04:37	18:01
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:25	18:54